REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

جلد ۴۴

شمارہ ۱۳

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۸ شوال ۱۴۱۵ ہجری ۔ ۳۰ امان ۱۳۷۴ ہش ۔ ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۶ مارچ (ایم. ٹی. اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

تمہارے دل فریب سے پاک ہاتھ ظلم سے بری اور آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں

— اور —

تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردیٔ خلائق کے اور کچھ نہ ہو

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردیٔ خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔"

(اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار رقم فرمودہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء)

بدر کا
ایک خاص تاریخی نمبر

عنقریب بدر کا ایک خاص نمبر شائع ہو رہا ہے جس میں مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل مدلل و مربوط مضامین شائع کئے جا رہے ہیں۔

یہ خاص نمبر دعوت الی اللہ کا شوق رکھنے والوں کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ۔ باوجودیکہ اس کی ضخامت ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگی پھر بھی تبلیغی نقطہ نظر سے اس کی رعایتی قیمت صرف ۱۰/ روپے رکھی گئی ہے۔ جو احباب یا جماعتیں اس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں یا اپنے زیر تبلیغ دوستوں کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں وہ ابھی سے دفتر مینجر بدر کو اطلاع دیں۔

مینجر بدر قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰/امان ۱۳۷۴ہش

ایک خطرناک سفر کی شروعات

ہندو مسلم شکوک و شبہات اور مذہبی فسادات کی کہانی اگرچہ پرانی ہے اور کئی انصاف پسند ہر دو قوموں کو وقتاً فوقتاً آپس میں ملاتے بھی رہے ہیں لیکن بابری مسجد کے انہدام کے بعد سے شکوک و شبہات کی دیواریں مزید اونچی ہو گئی ہیں کیونکہ جہاں ایک طرف مسلمانوں اور انصاف پسند ہندوؤں میں اس مسجد کے گرائے جانے سے سخت بے چینی ہے وہیں دوسری طرف متعصب ہندوؤں کی جانب سے کاشی کی گیان واپی مسجد اور متھرا کی عیدگاہ کو گرانے کے مذموم عزائم منظر عام پر آنے لگے ہیں

- بابری مسجد بابر نے اس مقام پر بنائی تھی جہاں بقول بعض ہندوؤں کے شری رام چندر جی کی جائے پیدائش ہے
- اور متھرا کی عیدگاہ اس مقام پر ہے جہاں شری کرشن جی کی جائے پیدائش ہے
- اسی طرح کاشی کی گیان واپی مسجد دراصل وشوناتھ مندر تھا۔

لہٰذا ان تینوں جگہوں پر قائم مسلمانوں کی مقدس عبادت گاہوں کو توڑ کر ہندوؤں کی عبادت گاہوں میں تبدیل کرنے کا منصوبہ ہے اور یہ وہ چیز ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی مسلمان برداشت نہیں کریں گے اور ایسا ہونے نہیں دیں گے۔ نتیجہ خون خرابہ، فتنہ و فساد اور سخت قسم کی اقتصادی بدحالی کی شکل میں ظاہر ہو گا اور ہماری سیکولر امیج کو بیرون ہند میں جو دھکا لگ چکا ہے اور مزید لگے گا وہ عظیم قومی نقصان اس کے علاوہ ہے۔ یہ وہ نقصانات ہیں جسے نہ تو ہندو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں اور نہ مسلمانوں میں اتنی ہمت ہے۔

— پھر بالآخر ان مذہبی اختلافات کا حل کیا ہے — ؟

ان کا واحد حل بس یہی ہے جو ہمارے بزرگوں نے آزاد ہندوستان کے وقت نکالا تھا کہ مذہبی عبادت گاہیں جو بھی جس طرز پر ہیں اور جن کی تحویل میں ہیں ان کو ویسے ہی رہنے دیا جائے کیونکہ اگر کسی ایک مذہب والے کی بات کو مان کر ہم کسی بھی عبادت گاہ کے تقدس کو پامال کریں گے تو نہ صرف یہ کہ فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکائیں گے بلکہ اس سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ فساد شروع ہو گا جو ایودھیا سے متھرا۔ متھرا سے بنارس اور پھر خدا جانے ہندوستان کے کس کس شہر اور کس کس بستی تک پہنچے گا اور پھر بالآخر شری رام شری کرشن جی کی ایثار و رواداری کی بے نظیر تعلیمات کو بھول کر ہندو نہ صرف اختلافات و عدم رواداری کی رو میں بہہ جائیں گے بلکہ اپنے ان روحانی بزرگوں کے نام کو بھی دنیا میں بدنام کرنے کا موجب بنیں گے اور ایثار و قربانی کے مجسمے شری رام اور رواداری کا درس دینے والے شری کرشن کی طرف ایسی باتیں منسوب ہوں کوئی سچا ہندو ہرگز اس کو برداشت نہیں کرے گا۔ پس انصاف پسند ہندوؤں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ سب کے سانجھے ان بزرگوں کو اختلافات و تنازعات کی گردش میں پھنسانے کی بجائے اُس عزت و احترام کو قائم رکھیں جو صدیوں سے ایک دوسرے کے بزرگوں کے لئے ہندوستانیوں کے دلوں میں قائم ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ان دنوں مذہبی دہشت گردی بھی چھوت کی ہوا کی طرح ہر طرف پھیلتی چلی جا رہی ہے اگر ہندوستان میں یہ ہندو مسلم فسادات اور مندر مسجد تنازعے کی شکل میں ہے تو پاکستان میں بھی مساجد، امام باڑے اور مندر محفوظ نہیں ہندوستان میں مساجد اور عیدگاہوں کے ساتھ گیا کا بودھ مندر بھی اختلافات میں گھرا ہوا ہے اگر ایک دوسرے کی مقدس عبادت گاہوں کو اس طرح متنازعہ بنانے کی زہریلی ہوا فیشن اختیار کرتی گئی تو پھر آہستہ آہستہ پاکستان میں سکھوں اور ہندوؤں کی مقدس عبادت گاہوں کو بھی وہاں کے مسلمان بہانے بنا کر متنازعہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ بنگلہ دیش کے مندر متنازعہ بن جائیں گے اور پھر خدا جانے یہ تسلسل اور یہ خطرناک سفر کہیں ختم ہو گا۔ بھی یا نہیں فی الحال تو متنازعہ بنانے کا یہ سلسلہ ہندوستان میں ہی زوروں پر ہے۔

برصغیر پہلے ہی کئی قسم کے آپسی مسائل سے دوچار ہے جن میں سخت قسم کے بین الممالک پیچیدہ سیاسی مسائل بھی ہیں اور ہر ایک کے داخلی مسائل بھی اس پر مزید یہ کہ مذہبی دہشت گردی کی مسموم ہوا دن بدن معصوم اور غریب عوام کو اپنے زہریلے تھپیڑوں سے بے چین کئے ہوئے ہے۔ اور وہ اقتصادی بدحالی کا شکار ہو کر مفلوج ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں ہمارا مذہبی تشدد کا عکس بیرونی ممالک میں نہ صرف ہمیں بدنام کر رہا ہے بلکہ بیرونی سرمایہ کار بھی برصغیر کے ممالک کو اپنے اقتصادی مستقبل کے لحاظ سے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

پس اے عزیزانِ وطن! دہشت گردی خواہ کسی بھی بنیاد پر ہو اس کو فوری بند کیا جائے۔ آپسی مسائل مل بیٹھ کر برادرانہ ماحول میں حل کئے جائیں۔ جب فلسطین کا مسئلہ باوجود سیاسی اور مذہبی ہونے کے امن کی طرف مائل نظر آتا ہے اگر مشرقی و مغربی جرمنی ہر دو ایک ہو سکتے ہیں اگر یورپ کے چھوٹے چھوٹے ممالک باوجود بعض اختلافات اور دیگر سیاسی مشکلات کے اکٹھے رہ سکتے ہیں تو پھر ہم ایک ہی ملک میں بسنے والے مختلف مذاہب و خیالات کے ساتھ اکٹھے کیوں نہیں رہ سکتے —؟!

(منیر احمد خادم)

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
Contact:- TAAS & CO.
P-48, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072-
PHONE- 263287, 279302.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون: ۶۲۹۴۴۲

ارشادِ نبویؐ
طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ
(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶-مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

خطبہ جمعۃ المبارک

اللہ تعالیٰ نیکی میں زبردستی کرنے والوں کی بات قبول نہیں کرتا

جو رعایتیں دیتا ہے انہی کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی حقیقی نیکی ہے

رمضان مبارک اس پہلو سے بہت ہی اہم مہینہ ہے کہ اس میں تمام شریعت کے احکامات اجتماعی طور پر اپنے عروج کو پہنچ جاتے ہیں

ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۷ صلح (جنوری) ۱۳۷۴ ہش بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)
۱۹۹۵ء

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝

شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ہَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ۝

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ۝ (البقرہ: ۱۸۴ تا ۱۸۷)

پھر فرمایا:

یہ وہ چار آیات ہیں جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اور ان کا تعلق رمضان مبارک سے ہے۔ پہلے بھی ان آیات پر کئی بار گفتگو ہو چکی ہے۔ اس وقت میں خصوصیت سے اس کے آخری حصہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ "وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ" کہ جب تجھ سے میرے بندے میرے بارہ میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ ان کو جواب دے کہ میں قریب ہوں، گویا براہ راست جواب دیا جا رہا ہے کہ میں قریب ہوں" اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" میں دعوت کرنے والے یعنی پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارے" فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا" میں یہ مضمون شامل ہے کہ جب میں اسے کچھ کہوں تو وہ بھی قبولیت کے ساتھ، اس بات پر عمل کرتے ہوئے اس کا جواب دے "وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ" اور یہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں "لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ" تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اور حقیقت، سچائی کا راستہ پالیں۔ "یرشدون" میں عقل بھی شامل ہے، ہدایت بھی شامل ہے، ہر درست بات "یرشدون" کے تابع بیان ہو سکتی ہے، تو وہ عقل حاصل کریں اپنے لئے جو بھلائی کی باتیں ہیں وہ سمجھ سکیں اور اچھے اعمال کرنے کی توفیق پائیں۔

رمضان مبارک اس پہلو سے بہت ہی اہم مہینہ ہے کہ اس میں تمام شریعت کے احکامات اجتماعی طور پر اپنے عروج کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور تمام احکامات جس انہماک کے ساتھ، جس خلوص کے ساتھ، جس محنت کے ساتھ بجا لائے جاتے ہیں جیسا اس مہینے میں ہوتا ہے ویسا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتا۔ گویا کہ گہری مشق کا مہینہ ہے۔ بعض دفعہ فوجوں کو واپس رجمنٹ سنٹر میں بلایا جاتا ہے۔ باری باری تاکہ ایک دو مہینے جتنے بھی مقرر ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ ان سب باتوں کی دوبارہ تربیت دیں جن کی پہلے تربیت دی جا چکی تھی۔ تو رمضان کا مہینہ ایک رجمنٹل سنٹر کا کام کرتا ہے جہاں مومنوں کو دوبارہ بلایا جاتا ہے اور سر بارہ بلایا جاتا ہے جب تک زندہ ہیں ہر سال ان کو اس مہینے میں سے گزرنا ہوگا اور اس مہینے کا جو آخری پھل بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جب وہ مجھے پکارتے ہیں میں ان کا جواب دیتا ہوں۔ پس شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری باتوں کا جواب دیں۔ یہ پہلو بہت ہی اہم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت کم ایسے ہیں، شاذ ہی کوئی ایسا ہوگا، جو اللہ کی ہر بات کا اس رنگ میں جواب دے کہ اس کے ہر فرمان کی اطاعت کرتا ہوا، لبیک کہتے ہوئے، اس کے حضور حاضر ہو۔ اس میں ہر انسان کی کمزوریاں حائل ہو جاتی ہیں، اس کی غفلتیں، اس کی کوتاہیاں، اس کی لغزشیں اور انبیاء سے نیچے نیچے جتنے طبقے کے بھی نیک لوگ ہیں ان میں بھی بارہا لغزشیں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کو نہیں دکھائی دیتیں جو غیب کی نظر سے ان کو دیکھ رہے ہیں لیکن خود ان کو اپنی ذات میں دکھائی دے رہی ہوتی ہیں اور ان میں بھی پھر مختلف مدارج ہیں۔ ایک شخص اپنی ذات کا زیادہ شعور حاصل کر لیتا ہے اور وہ اپنے گناہوں سے زیادہ واقف ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایک شخص نسبتاً کم شعور رکھتا ہے وہ اسی حد تک اپنے گناہوں سے کسی حد تک غافل رہتا ہے۔ جب یہ شعور پوری طرح بیدار ہو جائے تو اتنی قوی طاقت ہے کہ انبیاء بھی اپنے حال پر نظر کرتے ہیں تو ان کو کمزوریاں دکھائی دینے لگتی ہیں اور وہ بھی دن رات استغفار ہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پس باوجود اس کے کہ انبیاء ہر معیار کے مطابق معصوم ہیں لیکن اندرونی آنکھ جب روشن ہو جائے تو ایسی روشن ہو جاتی ہے کہ معمولی سا داغ، معمولی سا نقص بھی کسی اندھیرے میں چھپا رہ نہیں سکتا۔ کھل کر ہر چیز دکھائی دینے لگتی ہے۔ اور استغفار کا تعلق اس مضمون سے بہت گہرا ہے اور یہی ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

استغفار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ انسان ڈھانپنے کے لئے اللہ سے التجا کرے کہ یہ ننگ بھی میرا ظاہر ہو گیا، یہ ننگ بھی ظاہر ہو گیا، اسے ڈھانپ دے۔ اور جب تک علم نہ ہو کہ کون کونسا ننگ انسان میں موجود ہے، کون کون سے گناہوں سے انسان داغدار ہے، اس وقت تک استغفار دل سے حقیقت میں اٹھ ہی نہیں سکتی اور اس میں بھی پھر آگے درجے ہیں۔ بعض انسان گناہ کرتے ہیں ان سے نفرت بھی پیدا ہوتی ہے، اس سے کراہت بھی محسوس کرتے ہیں لیکن اپنی نفس لوامہ کی استطاعت سے، اس کی حد سے باہر دیکھتے ہیں۔ یعنی ایک طرف نفس ہے جو ملامت کئے چلے جا رہا ہے دوسری طرف نفس امارہ ہے جو حکم

دیتا چلا جا رہا ہے اور کبھی وہ امارہ کے تابع کام کر جاتے ہیں اور کبھی لوامہ کے تابع روتے اور خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں۔ ایک جد وجہد ہے جو مستقل جاری رہتی ہے۔ لیکن یہ بھی شعور کی حالت کا ایک نام ہے۔ شعور کی وہ حالت جو گناہوں کے وجود کا احساس کرتی ہے اور پھر اس پر ندامت محسوس کرتی ہے، اسے مٹانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ کوشش کرتی ہے کہ یہ داغ بھی دھل جائے اور داغ پیدا کرنے والا مرض بھی جڑوں سے اکھیڑا جائے۔ بعض دفعہ استغفار سے اور رونے سے اور گریہ وزاری سے داغ تو مٹ جاتے ہیں لیکن مرض قائم رہ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت بہت قابل رحم ہوتی ہے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ نہیں ہوتا جب تک موت کا وقت نہ آجائے اس وقت اللہ کی تقدیر یہ بتاتی ہے کہ تمہیں میں نے کس حالت میں وفات دی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اس مضمون کو بہت ہی لطیف پیرائے میں، بہت گہرائی کے ساتھ، ایک تمثیل کے طور پر بیان فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ایک ایسے شخص کی مثال دیتے ہیں جو گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا بلکہ اتنا گناہگار تھا کہ جب اس کو شعور پیدا ہوا کہ میں اتنا گنہگار ہوں تو وہ تمام ایسے لوگوں کی طرف دوڑا جو نیک مشہور تھے جو عارف باللہ مشہور تھے اور ان کے سامنے جا کر اس نے اپنا حال کہا اور ایک کے بعد دوسرے سے پوچھا کہ میری بدیوں کا تو یہ حال ہے، میرے گناہوں کی یہ وسعت ہے، اس طرح میں گھیرے میں آچکا ہوں، اور کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو تم تصور کر سکتے ہو جو میں نے نہ کیا ہو۔ اب بتاؤ میرے لئے بخشش کا کوئی سامان ہے تو ہر سننے والے نے یہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری بخشش ممکن نہیں اور وہ ایک کے بعد دوسرے کے پاس گیا اور ایک کے بعد دوسرے کی طرف سے مایوس ہوتا رہا۔

اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے اس پہلو کو بھی میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور انسان کی مغفرت کا ایک فرق بھی دکھایا گیا ہے۔ انسان کو نہ مغفرت کی اتنی استطاعت ہے، نہ وہ گہرائی سے دلوں کے راز معلوم کر سکتا ہے کہ کسی گنہگار کے متعلق یہ بھی فیصلہ دے سکے کہ اس کی بخشش کا کوئی امکان ہے کہ نہیں۔ وہ اپنی سطحی نظر سے گنہگاروں کو دیکھتا ہے اور غصے اور نفرت کی نظر سے ان کو دیکھتا ہے اور غصے اور نفرت اور تکبر کی نظر سے اگر کسی گنہگار کی حالت کو دیکھا جائے تو بخشش کا کوئی بھی امکان نظر کے سامنے ابھرتا نہیں۔ انسان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے انسان کی بخشش ہو سکتی ہے۔ تو بخشش کے لئے ایک قسم کی انکساری کی ضرورت ہے اور یہ انکساری ایک عجیب رنگ میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب کہتے ہیں وہ تواب ہے تو مراد ہے وہ جھکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ خود توبہ کرتا ہے وہ اپنی بلندیوں سے ان گہرائیوں تک اتر آتا ہے جہاں گنہگار پڑے ہیں اور ان کے قریب ہو کر ان کی آواز سنتا ہے۔ یہ بھی وہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب میرے بندے تجھ سے پوچھتے ہیں، میرے متعلق پوچھتے ہیں "اِنِّیْ قَرِیْبٌ" میں تو قریب ہوں۔ ہر بد سے بد، ہر گنہگار سے گنہگار، ہر ذلیل سے ذلیل انسان کے بھی اللہ قریب ہے جبکہ بندے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اس کے بعد پھر مغفرت کا کیا سوال ہے۔ مغفرت کا سوال اس ذات سے ہے جو ہر گنہگار کے، خواہ وہ کیسا ہی ذلیل ہو چکا ہو، اس کے بھی قریب رہتا ہے اگر اس میں احساس ندامت پیدا ہو اور وہ بخشش کی طلب کرنے کی طرف مائل ہو۔

تو یہ وہ کیفیت تھی اس شخص کی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا کہ گناہوں کے انتہا تک پہنچنے کے باوجود دل میں تمنا تھی اور انسانوں کا حال یہ تھا کہ اپنی نیکیوں کی رعونت میں، اپنی نیکیوں کے تکبر میں، اس کو حقارت سے دیکھتے تھے اور رد کرتے چلے جاتے تھے اور خدا کی نمائندگی میں گویا یہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں اللہ کی ذات بہت بڑی ہے تمہارے جیسے ذلیل آدمی کو نظر بھی نہیں ڈال سکتا۔ ان پر "اِنِّیْ قَرِیْبٌ" کا مضمون روشن نہیں تھا۔ مگر ایک خدا کا بندہ ایسا تھا جو حقیقت میں عارف باللہ تھا۔ جب وہ گنہگار اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ ایک ہی طریق ہے کہ تم بدی کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ اب بدی کا شہر کون سا ہے؟ ہر انسان کی ذات میں ایک بدی کا شہر آباد ہے۔ کسی کی ذات میں بہت بڑا شہر آباد ہے۔ بے انتہا اس میں گناہ بستے ہیں اور خوب کھل کھیلتے ہیں۔ کسی کی ذات میں کچھ کم آباد ہیں۔ مگر وہ معصوم جن کو خدا نے عصمت عطا فرمائی ہو ان کے سوا ہر ایک کے اندر کوئی نہ کوئی شہر بستا ہے۔ اور ایک اور شہر بھی ہے جو نیکی کا شہر ہے اس طرف ہجرت کوئی بیرونی ہجرت نہیں بلکہ اندرونی ہجرت ہے ایک انسان اپنے گناہوں سے نیکیوں کی طرف جب حرکت شروع کر دیتا ہے تو اسی کا نام بدیوں کے شہر سے نیکیوں کے شہر کی طرف یا بدوں کے شہر سے نیکوں کے شہر کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ پس اس عارف باللہ نے اسے سمجھایا کہ ایک ہی رستہ ہے کہ تم بدی کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف ہجرت شروع کر دو لیکن یہ ہجرت آسان نہیں ہوتی۔ قدم قدم مشکل پیش آتی ہے اور اچانک یہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس کی مسافت کا نقشہ ایسے کھینچا کہ اس نے سفر تو شروع کر دیا لیکن بہت مشکل سفر تھا اور نیکی کا شہر اس سے بہت دور تھا یہاں تک کہ چلتے چلتے اس کی موت کا وقت آگیا اور وہ نڈھال ہو کر زمین پہ جا پڑا۔ لیکن ابھی نیکی کے شہر سے بہت دور تھا۔ اس پر اس نے کہا کہ چلو آخری دم تک کوشش تو کروں اور گھسٹتا ہوا جس حد تک بھی اس میں آخری توانائی موجود تھی، وہ گھسٹ گھسٹ کر نیکی کے شہر کی طرف حرکت کرتا رہا لیکن بدیوں کا شہر ابھی اس کے قریب موجود تھا نیکی کا شہر اس سے بہت دور تھا۔

تب اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرا یہ بندہ اپنے گناہوں کا احساس رکھتا تھا۔ اس کے دل میں شعور بیدار ہو چکا تھا اور جتنی اس میں طاقت تھی اس نے کوشش کی۔ اب ہم یوں کرتے ہیں کہ تم اس کا فاصلہ ناپو۔ نیکی کے شہر سے کتنی دور ہے اور بدی کے شہر سے کتنی دور ہے اگر نیکی کے شہر کا فاصلہ کم ہوا تو اس کی بخشش کا اعلان ہے اور اگر بدی کے شہر سے فاصلہ کم ہوا تو پھر اس کی مغفرت کا سوال نہیں۔ اور یہ حکم دے کر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یہ انتظام کیا کہ فرشتے جو بدی کے شہر سے فاصلہ ناپتے تھے وہ فاصلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ اور جب نیکی کے دور شہر کو انہوں نے ناپنا شروع کیا فاصلے کو تو وہ گز چھوٹے ہو گئے اور بہت جلد جلد فاصلہ طے ہونے لگا۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے یہی دیکھا اور یہی پایا اور یہی عرض کیا کہ اے اللہ دیکھنے میں تو یہ نظر آتا تھا کہ بدیوں کے شہر کے قریب تر ہے لیکن جب ہم نے ناپا تو یہ عجیب بات ہوئی ہے کہ یہ نیکیوں کے شہر کے قریب ملا ہے۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مغفرت، گناہ، بخشش اور بظاہر گئے گزرے ہوئے انسانوں کے احوال، ان کی بخشش کا گہرا فلسفہ

اس رمضان میں بھی یہ دعا مانگیں اور اس کے بعد بھی یہ دعا مانگتے چلے جائیں کہ اے خدا اس نیکی کے بدلے ہمیں تو مل جائے اور یہ تیرا ملنا دائمی ملنا ہو اور ہم ہمیشہ احتیاج محسوس کریں کہ تو پھر بھی ملے۔

یہ سب کچھ بیان فرما دیا ہے۔ اور حیرت انگیز تمثیل ہے اس سے زیادہ خوبصورت اور حسین اور حقیقت پر مبنی جو اپنی تمام تر تفاصیل کے لحاظ سے سچی ہو اور تمثیل آپ کو کبھی دکھائی نہیں دے گی۔

حضرت عیسیٰؑ کی تماثیل بھی مشہور ہیں۔ بہت میں نے غور کرکے دیکھی ہیں اور بھی بہت سی تمثیلیں پڑھی ہیں مگر جتنا گہرا اثر میرے دل پر اس تمثیل کا ہے کبھی کسی اور تمثیل کا نہیں پڑا کیونکہ کوئی مبالغہ نہیں۔ لفظاً بہ لفظ، حرف بہ حرف سچی بات، اور ذرا سا اپنے ذہن کو اس میں ڈوبنے دیں تو ہر بات کھلی کھلی مدلل دکھائی دینے لگتی ہے کہ ہونا اسی طرح چاہئے تھا۔ چنانچہ یہ وہ مضمون ہے "انی قریب" کا۔ کہ اس نے خدا کی آواز پہ لبیک کہنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اگرچہ یہ کوشش بعض دفعہ مکمل نہیں ہوتی اور اس کوشش کو وہ پھل نہیں لگتا جو دنیا کی نظر سے پھل دکھائی دے۔ وہ مرنے والا بظاہر گنہگار ہی مرتا ہے لیکن اللہ نے جو تقدیر مغفرت کی جاری فرمائی ہے، جو دلوں کی پاک تبدیلی پہ نظر رکھتا ہے، جو خالصۃً اللہ کی خاطر ایک تبدیلی کے خواہش مند کی کوشش کو جس طرح خدا دیکھتا ہے یہ وہ ساری باتیں اس تمثیل میں بیان ہوئی ہیں اور یہ مضمون بھی بیان ہو گیا کہ کیوں یہ دعا کرو " وتوفنا مع الابرار" کہ اے اللہ ہمیں نیکوں کے ساتھ نیکوں کی معیت میں وفات دینا۔ ہو سکتا ہے بدیوں کی حالت میں بھی وفات آجائے مگر اللہ کی نظر میں اگر وہ چاہے تو ہر شخص کی موت جس کے حق میں وہ فیصلہ کرے نیکوں کی موت شمار ہو سکتی ہے۔

پس یہ وہ اہم مضامین ہیں جن کی طرف میں رمضان میں داخل ہونے سے پہلے آپ کو متوجہ کرتا ہوں اور آپ سے بہ خصوصیت توقع رکھتا ہوں کہ اس رمضان میں اپنے لئے بھی یہ دعائیں کریں گے اور میرے لئے بھی دعائیں کریں گے اور جماعت کے تمام دوسرے کمزوروں اور نیکوں کے لئے برابر یہ دعائیں کریں گے کیونکہ اگر خدا کی نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں کوئی بھی نیک نہیں۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب نیک کہا گیا تو آپ نے کہا، نہیں میں نیک نہیں ہوں وہی نیک ہے ایک۔ حقیقت میں نیکی کا شعور در حقیقت رکھتا ہے اور میلی آنکھ سے وہ حقائق نظر نہیں آتے جو صاف شفاف آنکھ سے نظر آتے ہیں۔

اس لئے دو باتیں ہیں جو بہت ہی بنیادی ہیں ہماری بخشش اور نیک انجام کے لئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ وہ شعور پیدا کر دے جس شعور کے نتیجے میں وہ شخص جس کا تمام سینہ بدیوں کا شہر بن چکا تھا باوجود اس کے کہ موت سے پہلے وہ اسے نیکیوں کے شہر میں تبدیل نہیں کر سکا۔ مگر اللہ کی مغفرت کی آنکھ نے اسے اس طرح دیکھا کہ اس کی اس کوشش ہی کو قبول فرما لیا۔ تو ایک تو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی وہ شعور بیدار کر دے اور یہ رمضان اس حالت میں ہم پر گزرے کہ یہ شعور بیدار بھی ہو اور پھل بھی لائے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی آواز ہم سنیں اور پھر اس رمضان سے گزریں۔ اور دوسرے جب وقت آئے تو پھر فاصلے اس طرح نہ ناپے جائیں جو انصاف کے ترازو سے جیسے تولا جاتا ہے یا انصاف کے گزوں سے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ رحمت کے ترازو سے ہم تولے جائیں اور رحمت کے گزوں سے ہمارے فاصلے ناپے جائیں۔ یہی ایک صورت ہے جو مغفرت کی صورت ہے۔ تو اپنے لئے، اپنے بھائیوں کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، میرے لئے میرے سب رفقاء کار کے لئے جو جماعت میں ہر جگہ میرے ساتھ کام کر رہے ہیں اور تمام دنیا کے لئے یہ دعائیں کریں اس رمضان میں جیسا کہ میں ہر رمضان میں کسی خاص دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں میں اس رمضان میں آپ کو اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

رمضان کے تعلق میں ہماری ذمہ داریاں ہم پر روشن کر رہی ہیں اور رمضان کے فیوض بیان کر رہی ہیں اور وہ احادیث جو ہمیں دکھا رہی ہیں کہ یہ مہینہ برکتوں والا ہے، ایسا مغفرتوں والا ہے کہ اگر اس سے بھی خالی ہاتھ گزر گئے تو بہت بڑی محرومی ہوگی۔ پس اس پہلو سے میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایک ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول عند رؤیۃ الہلال میں مذکور حدیث ہے۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔

> **دعائیں کریں، استغفار کریں اور اللہ سے روزے کی وہ جزا مانگیں جو اللہ نے خود بیان فرمائی ہے کہ وہ جزا میں ہوں۔ اگر اس رمضان میں ہمیں یہ جزا مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔**

یہ جو دعا ہے اس سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ کی وسیع تر نظر کی طرف خیال متوجہ ہوتا ہے۔ رمضان کا مہینہ بہت برکتوں والا ہے لیکن رمضان کا چاند جو امن کا پیغام لاتا ہے، جو نیکی کا پیغام لاتا ہے آپ یہ دعا نہیں کرتے کہ اس مہینے کا چاند روزانہ ایسا نکلے۔ آپ فرماتے ہیں اے خدا ہمارا سارا سال ایسا ہو جائے کہ وہ برکتیں جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہیں وہ امن جو اس چاند کے ساتھ وابستہ ہے وہ ہمارے ہر روز کے چاند کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ امن اور صحت اور سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی چاند کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔ یہ اللہ کے بعض فرمودات بعض اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا نشان بنتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کے بغیر اس سے ہمارا ذاتی تعلق کوئی نہیں ہے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔ اس کی عربی یاد کرنا تو مشکل ہوگا لیکن اردو الفاظ یاد رکھیں۔ میں ایک دفعہ پھر دہراتا ہوں۔ جب بھی نیا چاند نکلتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب کے حضور یہ دعا عرض کرتے۔ اے میرے خدا یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن۔

دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ یعنی عید مناؤ۔ اور اگر دھند یا بادل کی وجہ سے انتیس تاریخ کو چاند نہ دیکھ سکو تو شعبان اور اسی طرح رمضان کے تیس دن پورے کرو یعنی رمضان سے پہلے مہینے کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔ اگر چاند دکھائی نہ دے اور شبہ ہو تو اس صورت میں ایک دن آگے بڑھانے کا ارشاد ہے جلدی کرنے کا نہیں ہے۔ حالانکہ رمضان بہت بابرکت مہینہ ہے اور اس میں داخل ہونے کا شوق ہے۔ مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے اور آپؐ نے جو اللہ کا منشاء سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ نیکی دکھانے کی خاطر ایک دن پہلے روزہ نہ رکھ لیا کرو اس شک میں کہ شاید رمضان شروع ہو گیا ہو۔ اور یہ واقعہ ہے کہ بہت سی دنیا میں ایسے علاقے ہیں جہاں اس معاملے میں اسی طرح نیت کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ بعض نزدیک کے علاقوں سے بھی دو دو دن پہلے روزے رکھ لئے جاتے ہیں۔ اور یہ جو کجی ہے طبیعت کی یہ آخر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ عید بھی دو دو دن پہلے منائی جاتی ہے جبکہ ابھی رمضان جاری و ساری ہو۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ جہاں چاند کا شک ہو وہاں شعبان کے تیس دن پورے کرو اور پھر اسی اصول کے تابع عید کا فیصلہ کرو۔ دو الگ الگ اصول نہیں ہوں گے۔ اگر شک ہو کہ عید کا چاند نکلا ہے کہ نہیں نکلا۔ تو پھر پورے تیس دن رمضان کے پورے کرو اور پھر عید مناؤ۔ اب اس دفعہ جب یہ فیصلہ ہونا تھا کہ رمضان کب شروع ہو رہا ہے تو جو کمیٹی بٹھائی گئی انہوں نے رپورٹ کی کہ غالب گمان یہی ہے

کہ یکم کی رات کو رمضان کا چاند طلوع کرے گا اس لئے دو کو رمضان بن سکتا ہے لیکن ایک امکان یہ بھی ہے کہ شاید ایک دن پہلے چاند طلوع ہو جائے۔ اس پر میرے ذہن میں تو ذرہ بھر تردد پیدا نہیں ہوا یہ فیصلہ کرنے پر کہ پہلی بات کے تابع چلیں اور جس دن دیر میں چاند نکلنے کا احتمال ہے اس کو اختیار کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ اگر شک ہو تو پھر تیس دن پورے کرو۔

دوسرے یہ بات بھی میں نے ان کو سمجھائی کہ آپ کا جو حساب ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ جو اہل علم ہیں وہ بتاتے ہیں کہ دو طرح سے چاند دیکھنے کا امکان پیدا ہوتا ہے ایک اس وقت کے لحاظ سے جتنی دیر وہ افق سے اوپر رہتا ہے۔ ایک خاص وقت کے اندر اندر وہ دکھائی نہیں دے سکتا۔ اس وقت سے اوپر نکلے یعنی اگر پندرہ منٹ ہیں اس وقت کے تو جب تک وہ سولہ منٹ کا نہ ہو اس وقت تک دکھائی دینے کا امکان ہی کوئی نہیں۔ اگر وہ سولہ منٹ اوپر رہتا ہے تو پھر ایک منٹ تک اس کو دیکھا جا سکتا ہے یعنی بعینہ سولہ نہیں شاید بیس منٹ ہوں مگر مثال دے رہا ہوں۔ ایک یہ زاویہ ہے جس سے چاند کے نکلنے کے امکان کو جانچا جا سکتا ہے۔ ایک زاویہ ہے چاند کا زمین سے زاویہ۔ وہ ایک خاص زاویہ سے اوپر دکھائی دے سکتا ہے۔ اب اگر میرے ہاتھ کو آپ زاویہ سمجھیں بناتا ہوا۔ اگر یہ زاویہ نیچے ہو تو اس کا مطلب ہے وہ HORIZON یعنی افق کے بہت قریب ہے اور افق کے قریب ہونے کی وجہ سے جو رستے میں دھند اور کئی قسم کے غبار ہیں وہ اس کی رویت کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔ اور اگر زاویہ اونچا ہو تو اس بات کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے کہ اس کی روشنی کثیف فضا سے لمبا عرصہ نہیں گزرتی بلکہ جلد ہم تک پہنچتی ہے اس لئے اس کے نظر آنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ تو انہوں نے ایک پہلو سے یہ دیکھا کہ چاند نظر نہیں آ سکتا اور دوسرے پہلو سے زاویئے سے دیکھا کہ شاید نظر آ جائے۔ تو ان کو میں نے کہا کہ اصول یہ ہے کہ جس پہلو سے نظر نہیں آ سکتا وہ غالب ہو گا اور دوسرے کو کاٹ نہیں سکتا۔ اس لئے کم سے کم کا اصول یہاں رائج ہے۔ جس زاویئے میں دقتیں زیادہ ہیں وہی فیصلہ کرے گا کہ دوسرے زاویئے سے بھی نظر آ سکتا ہے کہ نہیں۔ تو بہرحال حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ جو نصیحت ہے یہ ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نیکی میں زبردستی کرنے والوں کی بات قبول نہیں کرتا بلکہ جو رعایتیں دیتا ہے انہی کو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی حقیقی نیکی ہے۔

بخاری کتاب الصوم میں یہ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اب یہ مسئلہ جو ہے بہت ہی گہرا ہے چھان بین والا مسئلہ ہے کہ ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت۔ ایمان کے تقاضے کیا کیا ہیں اور کن کن تقاضوں کو ہم پورا کر رہے ہیں اور ثواب کی نیت میں کیا کیا باتیں داخل ہیں بعض دفعہ فرض کی مجبوری سے بھی انسان اٹھتا ہے وہ بھی نیکی ہے مگر ثواب کی نیت سے اٹھنا ایک اور مضمون ہے۔ فرض نہ بھی ہو تو ایسے لوگ راتوں کو اٹھتے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو ان دونوں کے ساتھ رمضان کی راتوں میں اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

پس اس پہلو سے جہاں یہ خوشخبری ہے وہاں انذار کا بھی رنگ رکھتی ہے۔ دراصل انذار اور خوشخبری یہ دونوں اتنے ملے جلے مضمون ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کلیۃً الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر انذار خوشخبری رکھتا ہے۔ یہ کام نہ کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے۔ یہ کام کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ تو ہر شخص جو انذار کی آواز سنتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے انذار خوشخبری لے کے آتا ہے۔ رستوں پر جگہ جگہ بورڈ لگے ہوتے ہیں "تیز موڑ ہے، ایک دم اونچائی آنے والی ہے، ایک طرف گڑھے ہیں یا برف جمی ہوئی ہے"۔ یہ باتیں جو ہیں انذار ہیں لیکن اس انذار کو ہٹائیں تو دیکھیں کتنے دکھ پیدا ہوں گے۔ تو انذار کی کوکھ سے خوشخبریاں پیدا ہوتی ہیں اور خوشخبریاں بھی انذار کے بچے دیتی ہیں اگر ان خوشخبریوں پر عمل نہ کیا جائے اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو فرمایا اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس اگر کوئی بدنصیب رمضان سے گزرے اور گناہ نہ بخشے جائیں تو بڑی بدنصیبی ہے۔ پس اس پہلو سے یہ خوشخبری ایک انذار کا بھی رنگ رکھتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے صحیح مسلم کتاب الصیام سے لی گئی ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "الصیام جُنّۃ" کہ رمضان کا مہینہ یا روزے رکھنا ایک ڈھال ہے۔ ڈھال سے جس طرح انسان مختلف تیروں اور تلواروں یا نیزوں کی ضربوں سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح شیطان کے نیزوں اور تلواروں اور اسکے تیروں کی ضرب سے انسان محفوظ رہتا ہے اگر وہ روزے رکھے اور انکا حق ادا کرے تو ماہ صیام پورے کا پورا ایک ڈھال بن جاتا ہے مومن کیلئے اسکی راتیں بھی ڈھال ہیں۔ اس کے دن بھی ڈھال ہیں۔ اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چاند کے حق میں یہ دعا دی تھی کہ تو روز اسی طرح برکتوں اور خیر کے ساتھ نکلے۔ اسی طرح ہم یہ دعا بھی کریں کہ اے خدا رمضان کے بعد بھی یہ ڈھال ہمارا ساتھ نہ چھوڑے اور ہمارے آگے آگے بڑھے اور ہمارے دائیں اور بائیں اور پیچھے ہر قسم کے حملوں سے ہمیں ہمیشہ محفوظ رکھے

بخاری کتاب الصوم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت درج ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والے تھے لیکن آپؐ کا صدقہ و خیرات اس وقت سب سے زیادہ ہوتا تھا جب رمضان میں جبرائیل آپ سے ملتے تھے۔ جبرائیل آپؐ کو رمضان کی ہر رات کو ملتے تھے اور آپ کے ساتھ قرآن کریم کا، جو اس وقت تک نازل ہو چکا ہو، دور مکمل کرتے تھے۔ رمضان میں آپ تیز تند ہوا سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ آپ کے صدقہ و خیرات کی مثال تیز ہواؤں سے دی جاتی ہے مگر رمضان میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس ہوا نے جو پہلے بھی تیز تھی جھکڑ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ بکثرت صدقہ و خیرات کرتے تھے۔

آجکل جو صدقہ و خیرات کے محل ہیں ان میں بوسنیا کے مظلوم بھی ہیں کشمیر کے مظلوم بھی ہیں اور روس میں مختلف علاقوں میں جو مظلوم پائے جاتے ہیں وہ بھی ہیں افریقہ کے بہت سے علاقوں کے مظلوم ہیں اور کئی طرح سے دنیا میں ہر طرف انسان ظلموں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ روزمرہ کی غربت کا نشانہ بھی ہے۔ روزمرہ کے فاقوں کا نشانہ بھی ہے، اپنی قوم کے سرداروں کی بے حسی سے بھی دکھ اٹھا رہا ہے، اپنے گناہوں سے دکھ اٹھا رہا ہے، طرح طرح کے ایسے عوامل ہیں جو اس کی تکلیفوں میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔ تو ان سب کو صدقہ و خیرات میں شامل کرنا ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے جو اور بھی بہت سے نیکی کے کاموں میں مشغول ہے اور بہت بوجھ اٹھائے چل رہی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ سو فیصدی ان تقاضوں کو پورا کر سکے مگر یہی بات ہے کہ گناہوں کے شہر سے نیکی کے شہر کی طرف جانے کا وقت نہیں تھا، توفیق نہیں تھی۔ مگر کوشش ایسی کی کہ گھسٹ گھسٹ کے بھی بڑھنے کی کوشش کی۔ تو عام طور پر جو آپ صدقہ خیرات دیتے ہیں، سارے مالی بوجھ اپنی جگہ قائم اور دائم ہیں۔ جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں جو ذمہ داریاں ہم قبول کر چکے ہیں ان کو کم نہیں کر سکتے، لیکن کچھ اور اگر نکال لیں گویا گھسٹ گھسٹ کر بدیوں کے شہر سے

نیکیوں کے شہر کی طرف بڑھ رہے ہوں تو یہ ادا اللہ کو بہت پیاری لگے گی اور اس ادا کے صدقے ہمارے بہت سے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ پس اپنے اپنے حالات پر نظر ڈالیں عام حالات میں جو آپ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے رمضان میں مزورا سے تیز تر کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی تھی۔

ایک حدیث یہ بھی بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ روزے دار کی منہ کی بو بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا کی خاطر بنا رکھا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

اس حدیث میں جس طرح اثر انداز طریق پر روزے کی اہمیت اور روزے کا جو عظیم اجر ہے وہ بیان فرمایا گیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے بھی میں اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال چکا ہوں۔ آج میں آپ کو صرف یہ کہوں گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ یہ ایک روزمرہ کی حقیقت ہے، ہر شخص کے تجربے ہیں۔ اور کتنی سچی حقیقت ہے۔ وہ لوگ جو بیمار بھی ہوں جن کو بھوک نہ بھی لگتی ہو روزہ رکھنے کے بعد جو افطار کا لطف حاصل کرتے ہیں اس کی اور کھانوں میں مثال دکھائی نہیں دیتی۔ ایک خاص اس کی کیفیت ہے جو افطار کے وقت انسان کو میسر آتی ہے جس کی فرحت کی کوئی مثال کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتی یہ بات جتنی سچی ہے اتنی ہی دوسری بات بھی سچی اور قطعی ہے کہ اللہ کی رویت بھی نصیب ہو سکتی ہے اور اس کا ایک اپنا مزہ ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کو دو فرحتیں ملتی ہیں رمضان میں۔ اگر ہم ایک فرحت کے وعدے کو سچا دیکھتے ہوں اور دوسری فرحت کے وعدے کا انتظار کرتے رہیں اور ہمارے حق میں پورا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلا مزہ بھی جھوٹا مزہ تھا، بے معنی اور بے حقیقت مزہ تھا۔ اگر افطار کا مزہ سچا ہوتا تو پھر وہ افطار بھی اللہ کرواتا جو خدا سے دوری کے بعد اس کے بعد اس کے وصل کا افطار ہے۔ اور اس پہلو سے بھی رمضان میں خصوصیت کے ساتھ محنت کریں، دعائیں کریں، استغفار کریں اور اللہ سے روزے کی وہ جزا مانگیں جو اللہ نے خود بیان فرمائی ہے کہ وہ جزا میں ہوں۔ پس اگر اس رمضان میں ہمیں یہ جزا مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔ اس جزاء کے بعد تو پھر اور کوئی جزاء باقی ہی نہیں رہتی۔ اس کی اہمیت کوئی نہیں رہتی۔

کہتے ہیں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا اس کو مانگ کر　　(یا اس سے ملتا جلتا ہے)
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یہ شعر پوری طرح مجھے یاد نہیں بیچ میں میں نے وزن پورا کر لیا ہے مگر مضمون یہی ہے اور بڑی قوت والا مضمون ہے کہ خدا سے خدا کو مانگ کر ہم نے سب کچھ ہی مانگ لیا ہے۔ اس کے بعد کسی اور دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس طرح ایک نسبتاً سطحی رنگ میں پیش نہیں فرمایا مثلاً یہ اس کا سطحی پہلو ہے کہ "اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد"۔ کون ہے جو خدا سے خدا کو مانگ کر یہ ضمانت بھی اپنے اندر رکھتا ہو، اپنے ساتھ رکھتا ہو کہ وہ خدا کے ساتھ دعا کے تقاضے پورے کرے گا اور آئندہ اسے خدا سے مانگنے کی احتیاج نہیں رہی۔ تو شعر دیکھنے میں بڑے اچھے لگا کرتے ہیں مگر جب آپ ڈوب کر دیکھتے ہیں اچھی باتوں میں تو پھر پتہ چلتا ہے کہ کون سی باتیں گہری صداقت پر مبنی ہیں اور ان کا چہرہ بھی حسین ہے ان کا باطن بھی حسین ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہر بات یہ دونوں حسن رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار میں بھی اور آپ کی نثر میں بھی یہی پہلو سب سے نمایاں ہے جس کی وجہ سے آپ کی تحریر اور نظم میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

در دو عالم مرا عزیز توئی
واں چہ می خواہم از تو نیز توئی

کہ میرا تو دونوں جہان میں تو ہی عزیز ہے۔ وہ جو میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ تو ہے۔ تجھے تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ اور یہ دعا ساری عمر کا ساتھ تھی ایسی دعا نہیں تھی کہ جس کے لئے ہاتھ اٹھیں اور پھر گر جائیں تو پھر کبھی نہ اٹھیں۔ ایسی دعا آپ نے مانگی کہ آخر وقت تک آپ کی یہی دعا جاری رہی جب کہ خدا مل بھی چکا تھا، ساتھ رہتا تھا۔ بعض دفعہ ساری ساری رات آپ کو خوشخبریاں دیتا تھا مگر یہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کبھی ساقط نہیں ہوئی۔ تو اس رمضان میں بھی یہ دعا مانگیں اور اس رمضان کے بعد بھی یہ دعا مانگتے چلے جائیں کہ اے خدا ہمیں نیکی کے بدلے ہمیں تو مل جائے اور یہ تیرا ملنا دائمی ملنا ہو اور ہم ہمیشہ احتیاج محسوس کریں کہ تو پھر بھی ملے۔

اس مضمون کا ایک پہلو ہے جس کی طرف میں آپ کو اب متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خدا کا ملنا کوئی ایسا ملنا نہیں جیسے بندے کا ملنا ہو اور اس کے بعد ملاقات کی آرزو اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور مکمل ہو جائے اور انسان سیراب ہو جائے۔ خدا کا ملنا تو ایک لامتناہی سفر کی مثال رکھتا ہے۔ ہر قدم جو منزل کی طرف اٹھ رہا ہے وہ کچھ ملاقات کا مزہ دیتا ہے لیکن جہاں ٹھہر جائیں وہاں محرومی اور ہجر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ہاتھ بھی اٹھتے ہیں اور اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ قدم بھی اٹھتے ہیں اور اٹھتے چلے جاتے ہیں کوئی ایسا مقام نہیں آتا کہ جہاں ہاتھ گر جائیں یا قدم رک جائیں اور اگر آئے گا تو وہی موت کا اور ہجر کا مقام ہے جس میں خدا کی حاصل کردہ لقاء کے جو پہلے پھل تھے وہ بھی ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کی لقاء کا یہ جو مضمون ہے یہ ان معنوں میں بہت گہرائی رکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے اندر سفر لامتناہی سفر ہے۔ اللہ کی ذات کا کوئی عرفان اول تو بذات خود ممکن نہیں۔ اللہ ہی خود ظاہر ہو تو ممکن ہے اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ خدا کے ہاں بھی ایک انکساری پائی جاتی ہے اور وہ انکساری نہ ہو تو ہمارے درمیان کوئی اتصال کی صورت باقی نہ رہے۔

استغفار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ انسان ڈھانپنے کے لئے اللہ سے التجا کرے کہ یہ ننگ بھی میرا ظاہر ہو گیا یہ ننگ بھی ظاہر ہو گیا، اسے ڈھانپ دے۔ اور جب تک علم نہ ہو کہ کونسا ننگ انسان میں موجود ہے کون کون سے گناہوں سے انسان داغدار ہے اس وقت تک استغفار دل سے حقیقت میں اٹھ ہی نہیں سکتی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں فرماتا ہے "لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کون آنکھ ہے جو خدا کو پا سکتی ہے، ناممکن ہے "وھو یدرک الابصار" وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے خود۔ تمہیں فہم ہے کہ تمہاری نظریں دور دور تک جاتی ہیں۔ اور یہ صورتحال عام انسانی بصیرت کے تجربے کے اوپر بعینہٖ صادق آتی ہے۔ اگر سورج کی روشنی خود سفر کر کے ارب ہا ارب میل سے بظاہر تنزل اختیار کرتے ہوئے ہماری آنکھوں تک نہ پہنچے تو ہماری آنکھ کی بصیرت اپنی ذات میں تو کوئی طاقت نہیں رکھتی کہ باہر نکلے اور اندھیروں کے سینے چیر کر حقائق تک پہنچ سکتی ہو۔ کسی چیز کا کبھی ادراک نہیں کر سکتی۔ پس آسمان سے روشنی اترتی ہے اور وہ آنکھوں تک پہنچتی ہے اور اس سے انسان دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے اگر اندرونی نور ہو لیکن اپنی ذات میں وہ نور ایک ساقط نور ہے اس میں توفیق ہی نہیں ہے کہ نظر سے اچھل کر باہر جا سکے اور باہر کے گرد و پیش کا جائزہ لے سکے۔ تو جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے اس میں تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ انسان اپنی کوشش اور کھوج اور جد و جہد اور حرکت کے نتیجے میں خدا کو پا لے "لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کوئی آنکھ نہیں ہے جو اس کا ادراک کر سکے۔ وہ آنکھوں کو پاتا ہے یعنی ان تک پہنچتا ہے اور خود اپنے جلوے دکھاتا ہے اور اس کا ہر جلوہ لامتناہی ہے۔ آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ ہے۔ "کل یوم ھو فی شان" ہر روز ہر آن اس کے جلوے بدلتے ہیں اور لامتناہی ہیں۔ آج ایک شان سے ظاہر ہو رہا ہے کل دوسری شان سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ہم تو موسموں میں بھی نہیں پہچانتے کہ یہ خدا ہی کی شانیں ہیں جو بدل رہی ہیں۔ لیکن گہرے عرفان کے معاملے جب ہوں تو اکثر آنکھیں ان باتوں کے ادراک سے اندھی رہتی ہیں اللہ ہی توفیق عطا کرے تو عطا ہوتی ہے۔

پس وہ ہاتھ جو دعا کے لئے اٹھیں، جو لقاء باری تعالیٰ مانگیں، وہ حقیقت میں ایک ایسی چیز مانگتے ہیں جس کی لقاء کا سفر کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر منزل کے بعد ایک اور منزل ہے لیکن ہر منزل کچھ لقاء کا لطف ضرور دیتی ہے۔ یہ ایسا دور کا وعدہ نہیں کہ جس کی پیروی میں آپ مسلسل سفر کرتے رہیں اور جب تک وہ آخری مقام نہ پہنچے آپ سیراب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سفر کی مثال دنیاوی گمراہیوں میں بھٹکنے کی مثال کے طور پر پیش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو دنیا کی لذتوں میں اور عیش و طرب میں جد و جہد کرتے چلے جاتے ہیں ان کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جو سراب کے پیچھے پانی سمجھ کر دوڑ رہا ہو اور وہ دوڑتا چلا جاتا ہے اور ہر قدم سراب اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام جسے وہ پانی کا مقام سمجھتا تھا، جب وہاں پہنچتا ہے تو اللہ کو اپنا حساب دینے کے لئے وہاں موجود پاتا ہے اور کوئی سیرابی نصیب نہیں ہوتی۔ تو نعوذ باللہ خدا کی لقاء کا سفر سراب کا سفر نہیں ہے۔ بلکہ ہر قدم آپ نہ صرف اس پانی کے سرچشمہ کے قریب ہوتے ہیں بلکہ اس سے سیراب بھی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ایک لامتناہی چشمہ ہے۔ جس کی سیرابی کی طاقت آپ کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے۔ آپ سیرابی محسوس بھی کرتے ہیں لیکن آئندہ آنے والی سیرابی کے تصور سے آپ کے دل میں ایک نئی پیاس بھی جاگ اٹھتی ہے۔ اور پھر جوں جوں پیاس بڑھتی ہے توں توں اس خدا کی لقاء کے پانی میں سیراب کرنے کی طاقت بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

تو یہ دعا کریں کہ اے خدا اس رمضان میں ہمیں وہ لقاء نصیب فرما جو جاری و ساری لقاء ہے جس کا سفر کہیں ختم نہیں ہوتا۔ کسی منزل پہ بھی اس لقاء کو ہم ایک آخری منزل مراد قرار نہیں دے سکتے۔ یہ وہ منزل مراد ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے، ہر قدم منزل مراد کی طرف اٹھ رہا ہے اور ہر قدم منزل مراد کو پا بھی رہا ہے۔

اور پھر آخر پر میں اسی حدیث کے مضمون کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ وہ گنہگار جس نے سفر شروع کیا تھا اس کا بھی یہی حال تھا۔ اس نے دراصل ایک ایسا سفر شروع کیا تھا جو لامتناہی تھا کیونکہ فی الحقیقت اگر آپ گناہوں کا شعور حاصل کریں تو کبھی بھی یہ ممکن نہیں کہ کلیۃً گناہوں کے داغ دھونے کے بعد اس شہر کو جو دل میں بستا ہے نیکی کا شہر قرار دے سکیں۔ مگر ہر قدم جو اٹھتا ہے وہ کچھ فرحت، کچھ مغفرت کے وعدے لے کر ضرور آتا ہے اور وہی پہلو ہے جس کی طرف یہ حدیث یعنی اس پہلو کی طرف بھی یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ تم سفر شروع کر دو۔ یہ سفر نہ ختم ہونے والا ہے۔ مگر اللہ اپنی مغفرت اور رحمت سے جس طرح پیمائشیں کرتا ہے اس پہلو سے ہر مسافر، ہر مقام پہ جہاں بھی وہ مرتا ہے بخشش کی حالت میں جان دیتا ہے۔

پس اے گنہگار بندو! جن میں میں بھی شامل ہوں اور اول طور پر شامل ہوں۔ خدا کی بخشش سے مایوس نہ ہو اور ان امور کا شعور حاصل کر کے ان کا عرفان حاصل کر کے اپنے رمضان کو زندہ کر دو اور جگا دو۔ اور اس حالت میں اس رمضان سے باہر نکلو کہ اس کی برکتیں تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں اور وہ نیکیاں جو اس رمضان میں تم کماؤ وہ پیچھے رہ جانے والی نہ ہوں بلکہ قدم قدم تمہارے ساتھ آگے بڑھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا

● خاکسار کے والدین مختلف عوارض کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان دنوں تکلیف زیادہ ہے۔ بہت کمزور ہو چکے ہیں ان کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ (حافظ مرزا مظہر احمد قادیان)

● کما حقہ، خدمت دین بجا لانے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشائے مبارک کے مطابق ہمیں امسال بیعت کے ٹارگٹ کو پورا کرنے نیز تبلیغی مساعی میں برکت اور تشنہ روحوں کو قبولیت حق کی توفیق اور دینی و دنیوی ترقیات عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(غلام محمود علی سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کبلارک)

● عزیزم محمد اکمل صاحب آف چک بمبانوالہ ڈسکہ پاکستان چند دن قبل سائیکل سے گرے جس سے کاندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی آپریشن ہو چکا ہے ان کی کامل شفایابی اور صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مبارک اسماعیل بٹ)

اعلان نکاح

بشیر الدین صاحب ولد مکرم ابراہیم صاحب ہر مکیرہ ساونت واڑی کا نکاح امۃ المجیب صاحبہ دختر مکرم عبد السبحان صاحب مرحوم کے ساتھ دسمبر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔

(اعانت مبلغ ۱۰۰/-) (محمد کلیم خان مبلغ بنگلور)

ولادت

خاکسار کے ہاں ۱۵-۱-۹۵ کو بچی تولد ہوئی ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے "رفیقہ" نام تجویز فرمایا۔ بچی کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عزیزہ مکرم محمد احمد صاحب کالا افغاناں درویش کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب بمبئی کی نواسی ہے۔ اعانت بدر/۵۰ روپے (خاکسار منور احمد کارکن دفتر محاسب)

فہرست تحریک وقف نو (بھارت)

قسط نمبر ۲

نوٹ:۔ قسط اوّل بدر ۹۱ کے جلسہ سالانہ نمبر میں شائع ہو چکی ہے۔

حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۹۲۵B	شازیہ	چوہدری عبد الواسع	قادیان
۱۳۲۲B	فصیح الدین	حمید الدین شمس	〃
۴۸۸B	سائرہ ارم	حفیظ احمد مبشر	〃
۶۷۲B	کے ملیحہ محمود	کے محمود احمد	〃
۲۹۸B	ھبتہ الشکور	مبارک احمد شیخوپوری	〃
〃	عطاء المنعم	مبارک احمد شیخوپوری	〃
۳۷۲B	فاتحہ خلّت	منیر احمد	〃
۴۲۵B	عبد الباسط	عبد العزیز اختر	〃
۷۰۷B	سعید الدین حامد	زین الدین حامد	〃
۷۰۷B	مریم صدیقہ	منور احمد ناصر	〃
۱۰۷۵B	عرفان احمد	نصیر احمد عارف	〃
۱۳۸۵B	منصورہ نصیر	منیر احمد حافظ آبادی	〃
۱۵۲۰B	وجیہہ بشارت	بشارت احمد حیدر	
۱۵۵۹B	فاتح الدین	شیخ علاؤ الدین	〃
۱۶۳۹B	طیبہ منور	منور احمد طاہر	〃
۱۹۶۶B	ملیحہ صباح	سید صباح الدین	〃
۲۰۰۰B	سید برکات احمد	سید بشارت احمد	〃
۲۱۱۴B	محمد مصوّر	منور احمد گجراتی	〃
۸۵۶۶B	مقبول احمد	چودھری منظور احمد	〃
۲۱۴۴B	مبشر احمد ناصر	مظفر احمد ناصر	〃
۲۳۶۰B	توبیہ منیر	منیر الدین ننگلی	〃
۱۶۴۰B	سید شرجیل احمد	سید سہیل احمد	〃
۵۹۷A	باسل احمد	منظور احمد مبشر	〃
۱۱۷۲A	سعید احمد	حمید احمد ناصر	〃
۱۴۳۳A	فریدہ طلعت	قریشی محمد فضل اللہ	〃
۱۴۳۶A	صائمہ مبارک	مبارک احمد معلیہ	〃
۱۸۰۷A	محمد عدیل طیب	محمد اکرم گجراتی	〃
۲۰۹۹A	کاشف احمد	منیر احمد ننگلی	〃
۲۴۹۵B	عبید احمد طارق	حفیظ احمد طارق	〃
۲۵۵۵B	محمد فراز دانش	نور الدین انور	〃
۲۸۸۴A	سلطان احمد بھٹی	محمد سلیم خان بھٹی	〃
〃	محمد عباس خان بھٹی	〃	〃
۳۸۹۳A	فائزہ منصور	منصور احمد چیمہ	〃
۳۱۹۶A	صبانہ صدیق	وسیم احمد صدیق	〃
۳۹۲۸A	زارا طاہر	منیر احمد طاہر	〃
۴۶۲۱A	صہیب احمد	افتخار المجیب	〃
۴۶۲۷A	شعیب احمد قمر	بدر الدین مہتاب	〃
۴۳۲۲A	ماریہ نصیر	ڈاکٹر نصیر الدین قمر	〃
۴۶۳۲A	شکیل احمد طاہر	سعادت احمد جاوید	〃
۴۶۳۳A	سید احمد علی	سید شوکت علی	〃
۴۶۳۶A	فرح	عبد الحمید ظفر	〃
۴۶۲۹A	طاہر احمد منیر	منیر الحق بنگالی	〃

حوالہ وقف نو	نام	والد کا نام	پتہ
۴۶۲۹A	مبشر احمد منیر	منیر الحق بنگالی	قادیان
۴۶۵۶A	عمران منور	منور احمد ناصر	〃
۴۸۰۰A	محمد حارث	تنویر احمد منصوری	〃
۴۸۰۶A	احمد سلام طارق	ریاض احمد	〃
۴۸۰۷A	مصوّر احمد	منور احمد شاہد	〃
۴۸۱۸A	حسین محمد ثاقب	نصیر الدین شیرا	〃
۷۴۹۸A	دبیر الحق خان	شمس الحق خان	〃
۷۵۵۴A	فائزہ	داؤد احمد ننگلی	〃
۷۵۲۹A	طاہرہ منیر	منیر احمد خان	〃
۷۵۷۲A	عطاء الحی مدثر	انور اقبال چیمہ	〃
۱۴۵۴B	کامران احمد	سید وسیم احمد عجب شیر	〃
۴۸۰B	انصر احمد	منظور احمد گجراتی	〃
۲۲۰C	امتہ البصیر طاہر	رشید الدین پاشا	〃
۴۰۵C	عابدہ انعام	محمد انعام ذاکر	〃
۴۳۳C	زین العابدین	صلاح الدین چودھری	〃
۶۰۲C	نعمان احمد	منیر احمد خادم	〃
۷۶۲۵A	لبید احمد نعیم	حبیب احمد خادم	〃
۶۷۱C	شاہدہ رشید	رشید الدین دہلوی	〃
〃	عاتقہ	〃	〃
۲۴۲۶B	سید شاہد احمد	سید مبشر احمد	〃
۷۷۳۹A	صالح احمد	رفیع احمد گجراتی	〃
۴۳۲C	محمد طلحہ	محمد اسماعیل طاہر	〃
[illegible]	شمائلہ احمد	مرزا کلیم احمد	〃
۲۹۸۲B	ماریہ زاہد	ڈاکٹر محمد زاہد قریشی	〃
۲۹۸۵B	لبیبہ فرید	فرید احمد قریشی	〃
۴۰۳۰B	نائلہ نسیم	محمد نسیم خان	〃
۸۶۱۱A	ملک فیضان احمد	ملک محمد نصیر	〃
۹۲۹۱A	عبد الغالب	عبد الرحمٰن نسیم	〃
۳۰۳۹B	عطاء الکریم راشد	راشد حسین	〃
۸۵۰۷A	ناصر احمد انور	اعظم علی	〃
۸۵۰۸A	آصف محمود	ہمایوں کبیر	〃
۲۸۶۰A	فلاح الدین قمر	نصیر الدین الہ دین	〃
۸۵۵۸A	فضل احمد	مہتاب احمد امروہی	〃
۷۴۵۶A	محمد وحی اللہ اکرام	محمد سعادت اللہ	〃
۲۴۲۶A	سید شاہد احمد	سید مبشر احمد عامل	〃
۲۰۱۲A	صالحہ فیروز	سید فیروز الدین	〃
۹۴۱۱A	امتہ القدوس	مرزا محمد اسحاق	〃
۹۴۷۹A	مدثر احمد	مظفر اقبال	〃
۳۰۳۵B	کامران احمد باسط	عبد الباسط فضل	〃
〃	احسان احمد باسط	〃	〃
۳۲۴۷B	محمد کرشن احمد	محمد موسیٰ	〃
۲۶۲۱B	سید مسرور احمد شاہ	سید منصور احمد شاہ	〃
۸۰۸۸A	محمد شہباز عارف	محمد خالد عارف	〃
۳۷۲۹A	طاہرہ	پیار محمد	〃
〃	حبیبہ	〃	〃
۴۸۳A	معراج احمد	سید خورشید احمد	خانپور ملکی
۱۴۵۶B	امتہ الحی	سید جمیل احمد	جمشید پور
۱۶۴۲B	عفت ماہ پارہ	سید صفر الدین	〃
〃	عمرانہ کنول	〃	〃

حوالہ وقف نو	نام	نام والد	پتہ
۱۲۱۱A	اعجاز احمد	شیخ داروغہ	موسٰی بنی مائنز
۱۸۱۳B	فریدہ سراج	سراج احمد سراج	برہ پورہ
۲۱۷۷B	مبارکہ محمود	فضل عمر محمود	موسٰی بنی مائنز
۴۵۲۵A	عارف احمد	ڈاکٹر منصور احمد	بھاگلپور
۴۶۳۲A	ذکی انور دانش	محمد انور حسین	خانپور ملکی
۴۶۴۳A	قرۃ العین	فریدالدین شاہ قادری	جمشید پور
۴۶۴۴A	سید مدثر عالم فاضل	سید مبارک عالم	خانپور ملکی
۴۶۷۴A	نصیر احمد	منور خان	موسٰی بنی مائنز
۵۹۰۷A	زبیر احمد	محمد منور احمد	”
۶۱۳۷A	مرتضٰی احمد	عبدالرحمٰن	مونگھیر
۶۱۳۷A	صالحہ رحمٰن	”	”
۷۳۴۳A	نصیر احمد	نذیر احمد	موسٰی بنی
۹۲۸۶A	ثانیہ ثمرین	سید راشد مجید	خانپور ملکی
۹۲۸۹A	وضیع الرحمٰن	محفوظ الرحمٰن	موسٰی بنی مائنز
۸۵۳۲A	سجاد احمد	سید خالد احمد	موتی ہاری
”	خاور احمد	”	”
۸۵۱۱A	ثاقب انوار	سید انوار احمد	خانپور ملکی
۲۰۶A	محمد ناصر	محمد اظہر خان	برہ پورہ
۱۱۶۶A	نعیم احمد	ٹی احمد رشید	کالیکٹ
۳۵۴۱A	مختار احمد	کے عبدالسلام	”
۹۲۱B	غلام احمد	عبدالکریم	لکشدیپ
۱۴۱۷B	نعیمہ ظفر	ظفراللہ ٹی	موریا کنی
۱۵۴۴B	رضاء الحمید	پی کے شاہ الحمید	کاکناڈ
۱۶۳۸B	سی کے ناصحہ	سی کے عبدالغفور	وانیمبلم
۱۶۷۴B	شہزاد احمد	سی منیر احمد	کوڈالی
۲۰۷۹B	کے عبدالباسط	کے عبدالسلام	الانور
۲۴۰۰B	باسلہ ناصر	کے ناصر	پنیلاکرا
۲۵۵۶B	صفیہ نور	محمد کویا	لکشدیپ
”	صفی احمد	”	”
۲۵۲۷B	جینہ پروین	کے پی عبداللطیف	کیرلہ
۳۶۳۶A	عائشہ سلمٰی	سی کے محمد	وانیمبلم
۳۸۸۱A	طاہر احمد	وی انور احمد	کوڈالی
۳۸۹۰A	سجاد احمد	اے کے عباس	مواٹ پوژہ
۳۸۹۱A	امینہ	ایم عبدالرفیع احمد	کالیکٹ
۳۹۰۷A	ٹی پی وسیم احمد	ٹی پی شوکت علی	کوچین
۴۰۳۱A	عبدالوسیع	عبدالمجید	کوڈیا تھور
۴۰۷۵A	وسیم احمد	ٹی صدیق	موریا کنی
۴۴۴۰۹	عظیم عزیز	ایس عبدالعزیز	ماتھرا
”	طاہر عزیز	”	”
۴۵۰۴A	ناصر احمد ایس	محمد سلیم ایس	کالیکٹ
”	شہلہ پروین	”	”
۴۶۲۶A	امۃ النصیر	پی اے بشیر	پینگاڈی
۴۶۳۵A	کے وسیم احمد	کے صدیق	موریا کنی
۴۶۴۶A	انیس طاہر احمد	پی ایس مسعود	مواٹی پوژہ
۴۶۵۱A	عرفانہ فیروز	وی پی محی الدین	کیرالہ
۴۶۵۱A	جاسرہ	”	”
۴۶۵۳A	حمزہ ٹی	ٹی محی الدین	موریا کنی
۴۷۷۸A	بشیر احمد	انوار احمد	کرولائی
۴۷۹۸A	سی طاہر احمد	سی ناصر احمد	پیلاکرا

حوالہ وقف نو	نام	نام والد	پتہ
۴۸۰۵A	فضل احمد	ایم محمد	پچیلاکرا
۵۸۲۴A	ٹی ثوبیہ	ٹی محمد	موریا کنی
۵۹۲۵A	سی جی ثنیم احمد	عبدالقیوم کنی	کالیکٹ
۲۵۴۴A	ناجدہ اصغر	اصغر علی سی	پینگاڈی
۷۳۹۸A	امۃ النصیر	پی عبدالبشیر	کنانور
۷۴۴۵A	طاہر احمد ٹی	ٹی صدیق علی	موریا کنی
۷۵۳۸A	عطیۃ المنعم	آر عبدالرحیم	پچیلاکرا
۴۳۱C	طاہر احمد	پی احمد کبیر	کوچین
۸۵۶۵A	نصیر احمد جلیل	عبدالجلیل	پینگاڈی
۸۵۰۹A	مبارک احمد	T.K محمود	کرولائی
۷۵۳۸A	عطیۃ المنعم	عبدالرحیم	پچیلاکرا
۹۴۷۴A	محمود احمد	احمد شریف	کوٹاراکرا
۱۵۳۰C	طاہر احمد	سی وی مبارک احمد	پینگاڈی
۹۳۱۲A	ایم طاہر احمد	ایم عبدالکریم	کوڈیا تھور
۹۴۷۷A	محمد عارف	پی علی کویا	کالیکٹ
۹۴۷۸A	نوشیر احمد کے اے	ایم عبدالکریم	”
۹۳۴۲A	مصلح الدین	صدیق صاحب	کیرلہ
۹۳۴۱A	محمد عدنان	اے کے صباح	چنگترا
۳۱۴۳B	سلمٰی ظفر	محمد ظفراللہ کے اے	کالیکٹ
۲۳۸۶B	سجاد احمد سولیجہ	محمد فرید سولیجہ	کانپور
۲۵۵۰B	نہال ثمر	ظہیر عالم	امروہہ
۳۹۹۲A	طاہر احمد	مبشر احمد	بجوپورہ
۴۶۲۸	ناصر احمد خان	عبدالمعید خان	ساندھن
”	مبشر احمد خان	”	”
۴۶۵۰A	مبارک احمد خان	مسرور احمد خان	”
۷۰۹۹A	داؤد احمد خان	ستار احمد خان	امیٹھہ
۷۱۰۱A	بشارت احمد	محمود احمد خان	”
۷۴۳۱A	رضوان احمد	شان محمد	تنگلہ گھنو
۹۲۸۸A	شفیق الرحمٰن	عتیق الرحمٰن	کانپور
۸۵۶۳	سید طاہر احمد	سید تنویر علی	دہلی
”	سید طارق احمد	”	”
۹۳۴۴A	رشید علی ملکانہ	طاہر علی ملکانہ	ساندھن
”	عاقب علی ملکانہ	”	”
۹۳۴۵A	وسیم احمد	شمیم احمد ملکانہ	”
۵۲۸B	نصیرہ مشتاق	مشتاق احمد	حیدرآباد
۱۴۲۵B	عبدالمنصور	عبداللہ	سکندرآباد
۱۹۳۷B	شکیل احمد غوری	شفیع احمد غوری	حیدرآباد
۱۶۵۸B	عاصمہ یوسف	محمد یوسف قریشی	”
۲۰۲۳B	محمد طلحہ	محمد عبداللہ	”
۲۰۶۳B	محمد اکبر	محمد عبداللطیف	”
۲۲۶۰B	عفت شمیم	شمیم احمد	سکندرآباد
۳۷۸۱A	عبدالحمید شہزاد	ڈاکٹر عبدالسمیع	حیدرآباد
۴۴۸۹A	سید فرقان علی	سید غلام دستگیر	”
۴۶۰۰A	ابراہیم احمد	سید ابوالحسن سلیم	”
۴۶۲۸A	فلاح الدین غوری	حفیظ الدین غوری	”
۴۶۵۸A	لبیب احمد	محمد یونس	”
۳۸۸۹A	طاہر احمد خان	عارف احمد خان	عادل آباد
۱۴۰C	فرحانہ کنول	سلطان محمد الدین	سکندرآباد
۸۲۴۳A	احسان اللہ طلحہ	وسیم احمد	”

سفرنامہ

آسنور سے قادیان تک

از قلم ناصرہ تجلّی T.D.C کی ایک طالبہ (آسنور کشمیر)

آسنور (کشمیر) کے اُس پار جہاں میں رہتی ہوں۔ وہ ناگ زاروں، چشموں سرسبزہ زاروں اور کوہساروں کی سرزمین ہے۔ ۱۹۹۴ء کے دسمبر میں سرمائی تعطیلات کے فوراً بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ تعطیلات کو اِس سال ریاست جموں کشمیر سے باہر میدانی علاقوں میں گذارا جائے۔ جیب بھی گرم تھی اور والدین کی طرف سے بھی چند قریبی رشتے داروں کے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی۔ نہ معلوم عورت ذات کے متعلق یہ غلط تصور کیوں قائم کیا گیا ہے وہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتی۔ بہرحال ہم رشتے داروں، اور دیگر عزیز و اقارب پر مشتمل ایک پوری بس لے کر ۲۲ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو قادیان کی طرف روانہ ہو گئے۔ سفر کے شروع میں ہی ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ جو آہستہ آہستہ روئی کے سفید گالوں میں تبدیل ہو گئی۔ قاضی گنڈ میں شدید برفباری ہو رہی تھی۔ اِس کے باوجود ٹریفک زور و شور سے جاری تھی لیکن یہ تیز رفتار گاڑی اچانک رُک گئی۔ ہماری بے کسی اور بے سہارا بسوں کو لگاتار ۳۰ گھنٹے ایک ویران پہاڑی میں روک دیا گیا۔ برف باری نے بھی اپنا زور لگاتار شروع کیا۔ اور ہم ایک ہی جگہ یخ بستہ ہو کر رہ گئے اور رات بھر سردی کے مارے ٹھٹھرتے رہے اور دور تک نہ مکانوں کا نام ونشان نظر آتا تھا۔ اور نہ کسی بستی کے آثار۔ اس پر مصیبت یہ کہ بچوں اور بڑوں کا پیاس کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ اب انجن بھی ڈیزل کے منجمد ہونے کی وجہ سے حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ہماری بس میں صرف ایک سٹو چل رہا تھا جس کی مدد سے برف ابال ابال کر لوگوں کی پیاس بجھانے کا سامان کیا گیا۔ جوان احمدی خدام نے گاڑی کو آگے دھکیل کر لے جانے کا فیصلہ کیا ہمت مرداں مدد خدا۔ جوان مردوں نے مستورات کو اترنے نہیں دیا۔ بلکہ بس کو خود اپنی جواں ہمتی کے ساتھ برفانی طوفان سے نکال کر لے گئے کہ آگے ڈرائیور نے سٹیرنگ سنبھالی ہوئی تھی بس حرکت میں آ گئی اور پھر جموں تک رکنے کا نام نہیں لیا۔ جموں آدھی رات کو پہنچنے کے بعد سردی اور ٹھٹھر نے کا احساس جاتا رہا۔ اور قادیان تک جانے کے خیال سے خون میں حرارت پیدا ہونے لگی۔

میرا خیال تھا کہ کشمیر کے برفانی طوفانوں کو ہم بہت پیچھے چھوڑ کر آ گئے ہیں آگے زندگی پرور ماحول ہمارا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن یہ محض وہم اور جنون آمیز خیالات تھے یہ ایک خیالی طلسم تھا۔ جو آناً فاناً ٹوٹ کر بکھر گیا۔ قادیان کے آس پاس بھی بارشوں، تیز ہواؤں اور گہرے بادلوں نے ہمارا استقبال کیا۔ جیسے کہہ رہے ہوں "تم کشمیریوں کا استقبال ہر جگہ اسی طرح کیا جائے گا"۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر میری ملاقات جرمنی کی ایک خاتون سے ہوئی جو مشرق چھوڑ کر مغرب میں خوشحالی، امن، سکون کی تلاش میں اپنا سارا خاندان لے کر گئی تھی مغرب نے اس کو مادی خوش حالی تو عطا کی۔ بلکہ میرے پوچھنے پر اس نے کہا کہ جرمنی کشمیر اور ہندوستان سے بہت زیادہ خوشحال ہے لیکن دل کا سکون وہاں میسر نہیں۔ مادی دولت سمیٹنے کے جوش میں ایک ایسی دوڑ لگی ہوئی ہے کہ انسانی رشتوں کو ٹھوکریں مار مار کر صرف دولت کے انبار لگائے جاتے ہیں۔ مغرب ڈینگیں مارتا ہے کہ وہاں عورت کو آزادی حاصل ہے لیکن اس جرمنی خاتون نے کہا کہ وہاں ایک ہفتے میں دس عورتوں کو طلاق دیتے کے حساب سے عورتوں کو معزز بیبیوں کے دربدر اور خاک بسر کیا جاتا ہے۔

وہ جرمنی کی خاتون اپنی نمازوں اور سجدوں میں اتنی رقت اور گریہ و زاری سے دعائیں کرتی تھیں۔ کہ ہمارا دل بھی پگل جاتا تھا اور ہماری آنکھوں سے بھی دریائے جہلم اور دریائے چناب جاری ہوتے تھے آخر میرے پوچھنے پر اس خاتون نے اپنی بے بس اور بے کس بیٹی کی داستان سنائی کہ کس طرح ایک مشرقی جوان نے جرمنی میں GREEN CARD حاصل کرنے کے لئے اُس کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور آخر میری بیٹی کو تین بچوں کے ساتھ طلاق دے کر دوسری شادی رچائی اور میری بیٹی کی لاکھوں کی جائیداد پر بھی ہاتھ صاف کیا ؎

دئے باغبان بن کے بلبل کو دھوکے
بہاریں جب آئیں چمن لوٹ ڈالا

جس مغرب کو ہم ریڈیو، ٹی وی اور اخباروں کے ذریعہ ترقی یافتہ ہونے کی چکا چوند کرنے والی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ وہ دراصل سماجی بد انصافی اور بد اخلاقی اور بے حیائی کی ایسی بدبو دار اور سڑانڈ پیدا کرنے والی دلدل ہے۔ جس میں ہم مشرق والوں کو، ہرگز نہیں پھنسنا چاہیئے۔

بہرحال سردی کے کچھ ایام تو ان ذہنی تناؤں کی گرمی میں ہم نے کاٹے لیکن آخر پھر کشمیر کی یاد آئی۔ پھر اپنے ناگ زاروں، سبزہ زاروں، کوہساروں، پہاڑوں جنگلوں، جھیلوں، چشموں اور دریاؤں کی یاد آئی۔ اور ہم نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ ہمارے جانے کے بعد جواہر ٹنل کے دونوں طرف جو حادثات گذر رہے تھے۔ اُس نے میرے ذہنی تناؤ کو کم کیا اور میں، معبود برحق کے آگے شکرانے کے لئے جھک گئی۔ اور اپنے کشمیر کے اُن بے شمار لوگوں کی شہادت پر آنسو بہانے لگی جو برفانی طوفان کے نیچے دب کر شہید ہو گئے تھے۔ اور بے اختیار ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کیلئے رب کائنات سے آہ وزاری کرنے لگی۔

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

طالب دعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS, ETC.
19A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD,
CALCUTTA- 700081.

خُلاصہ مجلس سوال و جواب

۱۰ر مارچ ۱۹۹۵ء کو سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں مجلس سوال و جواب کے تحت جن سوالات کے جواب ارشاد فرمائے اُن میں سے بعض کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ اسلام میں RAPE (عصمت دری) کی کیا سزا ہے؟

جواب:۔ اسلام میں لفظ RAPE کے مضمون کے تابع کوئی معین سزا نہیں۔ زانی کی سزا ہے۔ مگر RAPIST کے لئے ایک اور آیت ہے جس سے استنباط ہو سکتا ہے۔ جس میں سخت ترین سزائیں ہیں۔ ان کا قتل بھی ہے ... ان کو ملک سے نکال دینا بھی ہے۔ کیونکہ وہ عموماً بغاوت کرنے اور فساد کو آخر تک پہنچا دینے والے لوگ ہیں۔ ان کا ذکر کر کے کسی ایک کی تعریف نہیں کی گئی۔ بلکہ عمومی حکومت کے لئے رستہ کھول دیا ہے۔ وقت کی حکومت کو اختیار دیا ہے۔ جو اس قسم کے بد باطن اور خبیث لوگ ہیں جو اپنے جرم میں حد سے بڑھ چکے ہوں ان کو ویسی ہی سزا دینی چاہیئے تاکہ لوگوں کے لئے عبرت بنیں اس لئے RAPIST کی سزا ان حالات پر ہوگی۔ بعض RAPIST محض ایک RAPIST ہوتے ہیں نفسانی کی قسم کے۔ بعض ایسے ہیں۔ جن کے اندر نہایت وحشیانہ مظالم کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ وہ قتل بھی کرتے ہیں اور چھوٹے بچوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں۔ پھر قتل کر دیتے ہیں اور نہ بھی کریں تو عملاً قتل کی طرح ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو RAPIST کی وہ سزا تو نہیں ہو سکتی جیسے ایک چور کی ہے چند سالوں کے لئے قید ہو۔

سوال:۔ اسلام میں HOMO SEXUALITY کی کیا سزا ہے۔؟

جواب:۔ اگر قوم کی قوم اس مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس کی سزا خدا کی طرف سے یہ ہے کہ ساری قوم کو برباد کیا جائے۔ جیساکہ قرآن کریم میں ایسی بستیوں کی تباہی کا ذکر ملتا ہے۔ اسلام میں جو ہے INDIVIDUAL ہے صرف ان کو بدنی سزا دو۔ کس حد تک دو اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باغیوں اور جرم کرنے والوں کے لئے ایک کھلے فیصلے کا امکان چھوڑ دیا۔ حسب حالات عفو سے کام لو۔ اور سزا اتنی دو جتنی ضرورت ہے۔ یہ ایک روح ہے قرآن کریم کی جو ہر جگہ واضح کی گئی ہے۔ اس لئے اس کو مزید وہاں کھولنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

کسی ظلم کا اس سے بڑھ کر بدلہ نہیں لینا یعنی کسی سزا میں زیادتی نہیں کرنی اگر وہ ظلم زیادہ ہو تو کم بھی نہیں دینی۔ اور جہاں تک ان بستیوں کو ہلاک کرنے کا تعلق ہے یہ سزا اس لئے دی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنس کو افزائش نسل کی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور یہ مقصد تھا جس کی وجہ سے اس میں ایک لذت رکھ دی گئی۔ وہ لوگ جو مقصد کو چھوڑ دیں اور لذت کے لئے کچھ بھی کریں۔ ان میں سے یہ وہ لوگ ہیں جو قطعی طور پر اس کو وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں PRODUCTION کا سوال ہی کوئی نہیں۔ اصل مقصد سے اتنا ہٹ گئے کہ جو مقصد تھا اُسے کلیتاً نظر انداز کر دیا تو پھر دوسرے معنوں میں زندہ رہنے اور آئندہ زندگی کو جاری رکھنے کے حق سے خود دست بردار ہو گئے۔

سوال:۔ نبوت اللہ تعالیٰ کی وہبی نعمت ہے تو کیا اس میں نبی کے اپنے کسب کا بھی حصہ ہے کہ نہیں یا سارا وہبی حصہ ہے؟

جواب:۔ یہ وجود وہبی اور کسبی کی تفریق ہے یہ اصل میں ARTIFICIAL ہے۔ خدا تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا نہ اس کے استحقاق کے بغیر اسے کچھ دے دیتا ہے۔ استحقاق کی بنیاد ضرور ہوتی ہے۔ جب دیتا ہے تو استحقاق سے زیادہ دیتا ہے۔ اس لئے وہ وہب کہلاتا ہے۔ ورنہ استحقاق کے بغیر نہیں دیتا۔ سوائے ان صلاحیتوں کے جو فطرتاً انسان کو بن مانگے ملتی ہیں جن کا رحمانیت سے تعلق ہے۔ جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

"لَہَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ (البقرہ) اس نفس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور جو اس نے جرم کئے ہیں ان کی سزا بھی وہ بھگتے گا۔ لیکن دوسری آیات میں یہ فرما دیا کہ جو نیکیاں کرتے ہیں ان کو بعینہٖ اتنا نہیں دیتے جتنا وہ کماتے ہیں۔ جواز قائم کر دیتے ہیں جہاں ہم اس لائق ہوں کہ ہم سے حسن سلوک ہو تو۔ حسن سلوک بے شمار ہوتا ہے۔ اس لئے وہ موہبت بھی کہلا سکتی ہے۔ دوسرا ایک اور پہلو یہ ہے کہ جو بعض علماء نے تفریق کی ہے اس میں ایک حکمت ہے۔ جو اس حکمت کے علاوہ ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں بہت سے کام ایسے ہیں جو اکتساب کے نتیجہ میں انسان جب وہاں تک پہنچے تو خود پہنچ کر اعلان کر سکتا ہے کہ میں نے یہ حاصل کر لیا۔ کوئی مولوی فاضل بن گیا کوئی P.H.D بن گیا ہے اس نے اکتساب کیا اور ایسی منزل پر پہنچ گیا۔ جہاں اس کو DEGREE ملنی ضروری ہے۔ لیکن نبوت میں اکتساب ان معنوں میں بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ نبوت میں اہلیت کے سوا ضرورت زمانہ اور خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے تقاضے بھی دیکھنے پڑتے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ یہ محض اکتسابی ہے یہ بھی درست نہیں ہے گذشتہ علماء نے جو بحثیں اٹھائی ہیں بنا بایں بھی ان کے پیش نظر ہوگا جو دوسری بات میں نے کہی تھی وہ بنیادی فلسفہ ہے اس بات کا کہ صلاحیت کے بغیر جس کو انسان نے خود ثابت کر دیا ہو۔ فضل کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔ اور جب ہوتا ہے تو پھر لا متناہی ہوتا ہے۔ جرم کے بغیر جو انسان نے خود ثابت کیا ہو اس کی سزا کا سلسلہ شروع نہیں ہوتا۔ مگر رکتا وہاں ہے جہاں جرم کی حد ختم ہو جاتی ہے

سوال:۔ مصوری PAINTING کے خلاف قرآن کریم میں کوئی واضح آیت نظر نہیں آتی اور اب تصویر کو بت پرستی کا ذریعہ بھی نہیں بنایا جاتا تو مصوری کے خلاف پھر اسلامی معاشرہ کا تعصب اب کیوں نہ ختم کیا جائے؟

جواب:۔ تعصب نہیں ہے ضرورت ہے۔ تعصب تو یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی مقصد کے بلکہ مقصد کے خلاف کوئی موقف اختیار کر کے اس پر انسان ڈٹ جائے۔ قرآن کریم میں مصوری کو جہاں تک شرک کا ذریعہ ہے اس حد تک تو واضح منع فرمایا ہے۔ لیکن غیر شرک مصوری کو جائز قرار دے کر اس کی حوصلہ افزائی بھی نہیں فرمائی۔ لیکن لغو کے معنوں میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ وَھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں یہ جن کو فنون لطیفہ کہا جاتا ہے یہ اُن معنوں میں لغو ہے (دراصل اس کی تعریف مختلف لوگوں نے مختلف کی ہوگی میرے نزدیک لغو کی تعریف یہ ہے کہ وہ چیز جو انسان کو اپنے اندر اس طرح کھینچتی ہے کہ فرائض سے غافل ہو کر ان میں حائل ہونے لگتی ہیں۔ ورنہ تو ہمارا بیٹھنا بھی لغو ہے۔ لیکن خالی بیٹھنا فرائض میں حائل نہیں ہوتا۔ جب اذان دی جاتی ہے تو ہم مسجد کی طرف بھاگتے ہیں تو میں نے جو لغو کا مضمون سمجھا وہ یہ ہے کہ وہ عادتیں اور وہ دلچسپیاں جن میں اس بات کا بھاری احتمال موجود ہے کہ وہ فرائض سے آپ کو غافل کر دیں گی۔ ان میں MUSIC بھی درجہ اوّل پر ہے اور PAINTING بھی درجہ اوّل پر ہے میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ فرائض سے غافل ہو کر ان چیزوں میں ڈوب ہی جاتے ہیں۔ اور پھر خدا کی طرف لوٹتے ہیں تو غلط طریق پر MUSIC کے ذریعہ جب وہ مذہبی بات کا اظہار کرتے ہیں تو سوائے نفسانی لذت کے کچھ نہیں ملتا جسے وہ روحانی لذت سمجھتے ہیں۔

(مرسلہ: پی۔ کے۔ محمد شریف، ایچ شمس الدین۔)

اعلان معافی

:۔ مکرم رفیق احمد صاحب طاہر ابن مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام درویش کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے

ناظر امور عامہ قادیان

साप्ताहिक 'बद्र'
क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

हिन्दी भाग वर्ष 2 30 मार्च, 1995 अंक 13

पवित्र क़ुर्आन

हलाल और पवित्र खाओ

हे लोगो ! जो कुछ जमीन में हैं उसमें से जो कुछ हलाल और पवित्र है उसे खाओ तथा शैतान के पदचिन्हों पर न चलो। वह तुम्हारा खुला-खुला शत्रु है।

वह (शैतान) तुम्हें केवल बुराई की तथा अश्लील बातों की प्रेरणा देता है और (इस बात की प्रेरणा देता है कि तुम) अल्लाह के बारे में झूठ बांधकर वह बात कहो जिसका तुम्हें ज्ञान नहीं और जब उन्हें कहा जाए कि उस (ईशवाणी) का अनुसरण करो जो अल्लाह ने उतारी है तो वे कहते हैं कि (नहीं) हम तो उसी रीति का अनुसरण करेंगे जिस पर हमने अपने पूर्वजों को पाया। भला यदि उनके पूर्वज कुछ भी समझ न रखते हों और न ही वे सीधी राह पर चलते रहे हों (तो क्या फिर भी वे ऐसा ही करेंगे?)

(अल-बकरः 169-171)

"सात हिलाक कर देने वाली चीजें"

हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने फर्माया :-

"सात हिलाक (तबाह व बरबाद) कर देने वाली" चीजों से बचो। आपके साथियों ने आपसे पूछा वह सात चीजें क्या हैं? आपने फर्माया किसी को अल्लाह का सांझी बनाना, जादू करना, किसी ऐसी जान का कत्ल करना जिसे अल्लाह ने हराम किया है, सूद खाना, अनाथ का माल खाना, दुश्मन से मुकाबले के समय पीठ फेरना तथा पाक दामन और शरीफ मोमिन स्त्रियों पर ऐब लगाना। (मुस्लिम)

विश्व के महानतम अवतार हजरत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे व सल्लम

लेखक-हज़रत साहिबज़ादा मिर्ज़ा वसीम अहमद साहिब नाज़िर आला सदर-अन्जुमन अहमदिय्या क़ादियान

एक रिवायत के अनुसार एक लाख चौबिस हज़ार पैग़म्बर दुनिया में आए लेकिन वह अज़ीमुश्शान नबी, विश्व का महानतम अवतार जिसकी शुभ सूचना हज़रत आदम से हज़रत ईसा अलैहिस्सलाम तक समस्त अम्बिया और अवतार देते चले आए, हां, वह नबियों का सरदार जिसकी शुभ सूचना बाईबल ने इन शब्दों में दी कि :-

'खुदावन्द सीना से आया और शईर से उन पर उदित हुआ और फ़ारान ही की चोटियों से वह प्रकट हुआ। दस हज़ार क़ुद्दूसियों के साथ आया और उसके दाहिने हाथ में एक आतिशी शरीअत उनके लिए थी।"

(इस्तस्ना अध्याय-33)

हां! हां! वह खातमुल-अम्बिया अहमद मुज्तबा मोहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे व सल्लम क़ुर्आन करीम जैसी कामिल शरीअत के साथ फ़ारान की चोटियों से प्रकट हुआ और देखते ही देखते कुछ ही वर्षों में अरब देश की काया पलट दी और समूचा अरब प्रायद्वीप इस्लाम के प्रकाश से जगमगाने लगा।

जार्ज बर्नार्ड शा ने आपकी सेवा में श्रद्धांजलि उपस्थित करते हुए कहा :-

(शेष पेज 2)

उन्नति चाहे धर्म की हो, राष्ट्र की हो अथवा संस्कृति की हो, शान्ति के बिना नहीं हो सकती।

(हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद रज़िअल्लाह अन्हो)

मेरे विचार में उस समय तक कोई धर्म उन्नति नहीं कर सकता, कोई संस्कृति उन्नति नहीं कर सकती, कोई राजनीति उन्नति नहीं कर सकती जब तक शान्ति स्थापित न हो। जिस प्रकार खेत बिना जल के हरा नहीं हो सकता, ठीक इसी प्रकार उन्नति, शान्ति के बिना नहीं हो सकती। शान्ति, उन्नति के लिए उस जल की भान्ति है जिस से खेत हरा भरा होता है। अभिप्राय यह है कि उन्नति चाहे धर्म की हो राष्ट्र की हो, राजनीति की हो अथवा संस्कृति की हो, शान्ति के बिना नहीं हो सकती और शान्ति के बिना कोई उन्नति नहीं कर सकता।

इस्लाम के प्रति जो यह आरोप लगाया जाता है कि इस में जबर है, सर्वथा ग़लत है। खुदा तआला का इस का नाम इस्लाम रखना हीं इस बात को स्पष्ट करता है कि यह धर्म जबर और अत्याचार के स्थान पर शान्ति और सद्भाव का प्रेरक होगा क्योंकि इस्लाम शब्द का अर्थ है शान्ति से रहना और शान्ति प्रदान करना। जिस धर्म के नाम का यह अर्थ हो कि वह 'शान्ति' है, शान्ति से रहता है और संसार को शान्ति प्रदान करता है, इसके सम्बन्ध में यह कहना कि वह जब्र करता है, सर्वथा गलत है और नासमझी का प्रतीक है। ★

★ मुसलमानों से भी मैं कहता हूं कि छोटी-छोटी बातों पर झगड़ो नहीं और निष्काम भावना से काम लो। वे काम करो जो राष्ट्र के सम्मान का कारण बने। द्वेष, ईर्ष्या तथा संकीर्णता को निकाल दो चाहे वह अपनो के प्रति हो अथवा दूसरों के। प्रत्येक पग पर राष्ट्र की भलाई को सम्मुख रखो, अपने साथ रहने वाली कौमों का सम्मान करो, उन के साथ प्रेम और सद्भावना से रहो।

मैं यह भी कहना चाहता हूं कि सुलह गुलाम हो कर नहीं हुआ करती। सुलह आज़ाद हो कर हुआ करती है। अतः मुसलमानों को चाहिए कि सांस्कृतिक और राजनीतिक उन्नति कर के दूसरी कौमों की गुलामी से आज़ाद हों। देखो सुलह करने वाला बन्दों के निकट भी और खुदा के निकट भी आदरणीय होता है। अतः आप लोगों को चाहिए कि सुलह करने वाले काम करें सुलह से चूंकि खुदा तआला की सन्तुष्टता प्राप्त होती है, इसलिए मैं कहता हूं कि खुदा की सन्तुष्टता प्राप्त करने के लिए ही सुलह करो। मैं दुआ करता हूं कि हिन्दुस्तान के निवासी खुदा को सन्तुष्ट करने वाले काम कर सकें, उनसे देश सेवा हो सके, वे राष्ट्र की उन्नति और शान्ति के लिए प्रयत्न करने वाले हों। जो ऐसा करेगा अर्थात् प्रेम, सद्भावना, सलह और शान्ति से रहेगा वह संसार के मुकुट पर मणि बन कर चमकेगा और मैं यह चाहता हूं कि खुदा इस देश के वासियों को हीरा बना कर चमकाए। हे खुदा तू ऐसा ही कर-आमीन।

(हिन्दु मुस्लिम फसादात, उन का इलाज और मुसलमानों का आइन्दा तरीके अमल)

"MOST SUCCESSFUL OF ALL PROPHETS AND RILIGIOUS PERSONALITIES."

(Vindication of the prophet of Islam)

सुप्रसिद्ध इतिहासकार विलियम ड्रेपर ने लिखा कि :-

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम ने समस्त मानव समाज से बढ़ कर मनुष्य जाति पर अपना प्रभाव डाला है।"

(History of the Intellectual Development of Europe Vol. 1)

इसी प्रकार प्रोफ़ेसर टी० एल० विस्वानी ने आपके विषय में निम्नलिखित शब्दों में अपना मत प्रकट किया है :-

"मैं (हज़रत) मुहम्मद साहिब की गणना संसार की महानतम विभूतियों में करता हूं। उन्होंने संसार में क्रान्ति की एक लहर उत्पन्न कर दी और सहस्त्रों जातियों को पतन के गर्त से निकाल कर सदाचार के उच्च शिखर पर लाकर खड़ा किया।"

फिर लिखा है कि :-

"यह कहना कदापि अतिशयोक्ति नहीं कि भारत के आचार-विचार तथा रहन-सहन में इस्लाम ने भारी योगदान दिया। इसी धर्म ने भारत में जातीय गौरव का बीजारोपण किया और इस भूखण्ड के दर्शन शास्त्र, साहित्य, वास्तुकला तथा अन्य ललित कलाओं को अपने अलौकिक बुद्धि-बल एवं चिन्तन शीलता में चार चाँद लगाए।"

(मुस्लिम राजपूत 14 जुलाई सन् 1926 ई०)

रूस के सुविख्यात महात्मा काउण्ट टालस्टाई अपनी पुस्तक 'ब्रेन आफ इस्लाम' में इस्लाम धर्म के प्रवर्त्तक हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम के सम्बन्ध में लिखते हैं कि :-

"हज़रत मुहम्मद साहिब एक दृढ़ निश्चयी तथा पवित्र सुधारक थे। उन्होंने शताब्दियों के पथ-भ्रष्ट पथिकों को घोर परिश्रम करके सरल और सीधा मार्ग दिखाया। उन्हें ईश्वरोपासना की शिक्षा दी। अरब निवासी मूर्ति पूजक थे वे पाशविक वृत्तियों और आचरणों के दास थे। हज़रत मुहम्मद साहिब ने उन्हें मूर्ति पूजा से रोका तथा घृणित कृत्यों और दूषित कर्मों से सुरक्षित रखा। उन्होंने केवल उस एक प्रभु की उपासना की शिक्षा दी जो समस्त जगत का रचयिता और परिपालक है। आपने भ्रातृभाव सहानुभूति और समता के भावों से अरब निवासियों के हृदयों को विभोर कर दिया। हिंसा और रक्तपात का निषेध कर दिया। हज़रत मुहम्मद साहिब का 'महान् सुधारक' के रूप में अविर्भाव हुआ था। आपमें एक ऐसी अलौकिक और दैवी शक्ति विद्यमान थी जो मनुष्य शक्ति से अत्युच्च और सर्वोत्कृष्ट थी, जिसने एक आश्चर्य-जनक महान् क्रान्ति को जन्म दिया। मुहम्मद साहिब के जीवन चरित्र पर सूक्ष्म और तात्विक दृष्टि डाल कर मुझे इस सत्यता को स्वीकार करने में कोई संकोच नहीं कि वह सच्चे पैग़म्बर तथा करोड़ों मानवों के पथ-प्रदर्शक थे। उन्होंने पथ भ्रष्ट मनुष्य जाति में सत्य और विश्वास की ज्योति उत्पन्न कर दी। उनके हृदयों में यथार्थ प्रेम के भाव उत्पन्न कर दिए। उन्होंने घोषणा की कि परमात्मा एक है, उसके निकट सभी मनुष्य समान हैं, कोई ऊंचा नहीं, कोई नीचा नहीं। हज़रत मुहम्मद साहिब नम्र, सदाचारी, दूरदर्शी, चिन्तनशील तथा सूक्ष्मदर्शी आदि महान् आदर्शों के अधिष्ठाता थे। जनता से उनका व्यवहार अत्युत्तम और महान् था, अरब निवासी आपकी पवित्रता एवं दयानतदारी के महान् आदर्श के उपलक्ष्य ही 'अमीन' कहते थे।

हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम के पवित्र जीवन से प्रभावित होकर लाखों मुस्लिम और ग़ैर मुस्लिम विद्वानों ने अगणित पुस्तकें और लेख लिख कर आपकी सेवा में श्रद्धा के फूल अर्पित किए हैं। जैसे जैसे संसार की रुचि शुद्ध खोज की ओर बढ़ रही है, सर्व दृष्टि से सम्पूर्ण उस महान् अवतार की महानता और अलौकिक तेजस्विता अधिकाधिक निखरती जा रही है और जनता आपके स्पष्ट और पावन व्यक्तित्व की श्रद्धालु बनती चली जा रही है। तथ्य भी यही है कि अब संसार की मुक्ति एवं सर्वतोमुखी उन्नति का एक मात्र साधन उस पावन विभूति के निर्दिष्ट सिद्धान्त तथा उसकी शिक्षा ही है। जिसका आश्रय लेकर ऐहलौकिक और पारलौकिक सभी प्रकार के संतोष सुलभ हो सकते हैं। भारत कोकिला श्रीमति सरोजिनी नायडू ने वोकिंग (इंग्लैण्ड) में व्याख्यान देते समय इस तथ्य का उदार भाव से अनुमोदन करते हुए कितने सूक्ष्म शब्दों में विवेचन किया है कि :-

"मेरा सम्बन्ध एक ऐसे धर्म से है जिसकी गणना ईश्वर द्वारा स्थापित धर्मों में नहीं की जाती अर्थात् उसकी नींव किसी ईश्वरीय (इल्हामी) धर्मग्रन्थ पर नहीं रखी गयी, फिर भी मैं अपने आपको इस योग्य समझती हूं कि उस सार्वभौमिक भ्रातृ-भाव का आपके सम्मुख समर्थन करूं जिसका मेरे हृदय पर गहरा प्रभाव है और वह हज़रत मुहम्मद साहिब के पवित्र एवं महान् प्रयत्नों का परिणाम है। आपने कितने सुन्दर ढंग से तथा सफल नीति से यह कार्य किया। हमारे युग में ही नहीं अपितु गत तेरह शताब्दियों से पूर्व इस का शुद्ध हृदय से समर्थन किए बिना मैं नहीं रह सकती। मौखिक बातें बना लेना कितना सरल है? परन्तु उन्हीं बातों को कार्य रूप में परिणत करना अति कठिन है। पैग़म्बरे इस्लाम को इस आश्चर्यजनक तथ्य और महान् तत्व का पूरा-पूरा ज्ञान था। उस पावन विभूति ने अपने आपको पूज्यनीय और उपासनीय नहीं ठहराया उसे मानवीय शक्तियों और दुर्बलताओं का पूरा ज्ञान था। वह सहृदयता और सहानुभूति का अवतार मनुष्य जाति के भीतर रहता, उनके साथ बोलता, उसके साथ चलता फिरता और दैनिक कार्य करता था। वह स्वयं मनुष्य था, उसने मनुष्यता की सीमा के बाहर की कभी घोषणा नहीं की। अपने अहर्निश के क्रियात्मक आदर्शों से उस पवित्र मानव ने अपने अनुयायियों को यह महान् शिक्षा दी कि वह वाणी से जो कुछ कहता है और जिस बात का वह आदेश देता है उस पर वह स्वयं भी चल सकता है क्योंकि वह सर्वसाधारण के लिए सम्भव है। वह 'परमेश्वर' होकर संसार में नहीं आया अपितु मनुष्य होकर मानव रूप में ही अवतरित हुआ।

वह पवित्र मानव एक घृणा द्वेष से आपूरित, ईर्ष्या, छल-कपट से मदमस्त एवं अज्ञानता से प्रताड़ित संसार की ओर आया, उस मरुभूमि के अन्दर जो इन रोगों और दूषित कर्मों का केन्द्र था। उस पावन विभूति पर एक ऐसे प्रबल और अनश्वर सत्य का भेद खुला जो 'रब्बुल्-आलमीन के दो पवित्र शब्दों में निहित है अर्थात् आपने उस परमात्मा को संसार के सम्मुख उपस्थित किया जो समस्त जातियों और समस्त देशों तथा समस्त धर्मों का एक ही परमेश्वर है। यह वह उत्कृष्ट और महान् सत्य है जिसका पूर्ण तत्व और भाव समझने तथा उससे संसार का कल्याण करने के लिए यह अनिवार्य है कि उसे अपनी दिनचर्या और क्रियात्मक जीवन में भली प्रकार दर्शाया जाए ताकि समस्त मानव जाति परमेश्वर की एक और अद्वैत सत्ता की समर्थक तथा उसकी आज्ञाकारी बन जाए। इस सिद्धान्त के अन्तर्गत उस शुद्ध एवं सच्चे प्रजातन्त्र का वह रूप पाया जाता है, जो अपनी सर्वोत्तम मर्यादाओं की दृष्टि से हमारे युग के नाम मात्र के प्रजातन्त्र के निस्सार एवं त्रुटिपूर्ण रूपों से कोसों दूर और श्रेयस्कर है। यही वह रूप है जिस को सर्व श्रेष्ठ कहा जा सकता है। उसको न आपका (ईसाई) धर्म उत्पन्न कर सका और न ही मेरा (वैदिक) धर्म - जो एतिहासिक दृष्टि से अति प्राचीन है - उसका निर्माण कर सका, प्रत्युत वह विश्व के महान् अवतार हज़रत मुहम्मद साहिब के पावन प्रयत्नों का परिणाम है। ...... ('पैग़ामे सुलह' लाहौर)

इस्लाम प्रेस कादियां, फोन 20121 घर 20611

प्रिन्टर व पब्लिशर : मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी